امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت

اردو

جلد 2 شوال المکرم 1434ھ بمطابق اگست، ستمبر 2013ء شمارہ 6

عیدالفطر کی مناسبت سے جناب عالی قدر امیرالمومنین

ملا محمد عمرِ مجاہد ﴿حفظہ اللہ﴾

کا پیغام

- ننگرہار میں عظیم معرکہ اور طالبان کے عزائم
- خواجہ رواش کے فدائیوں کا عجیب واقعہ
- "قلم" کا جہاد.....!

افغان طالبان کا مؤقف جاننے کا ایک ذریعہ!

مرسی حکومت کا سقوط کیوں اور کیسے ؟!

صوبہ پکتیا کے جہادی مسئول مولوی عبدالکریم سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی اُمامۃ قال قال رسولُ اللّٰہ من اقتطع حق امرءٍ مُسلمٍ بیمینہ فقد اوجب اللّٰہ لہ النّارَ وحرّمَ علیہ الجنۃ فقال لہ رجلٌ وان کانَ یسیراً یارسولَ اللّٰہ ؟ قال وان کان قضیباً من اراکٍ -[رواہ مسلم]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس کسی نے جھوٹی قسم کھاکر کسی مسلمان کا کوئی حق مارا [اور عدالتی فیصلے سے اس کی کوئی چیز حاصل کرلی] تواللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے دوزخ واجب کردی ہے اور جنت حرام۔ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ اگرچہ وہ چیز بالکل معمولی اور تھوڑی سی ہو [تب بھی یہی سزاہوگی ؟] آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ [جنگلی درخت] پیلو کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

مطلب یہ ہے کہ اگرکسی نے عدالت میں جھوٹی قسم کھاکر کسی دوسرے بندے کی بالکل معمولی اور بے قیمت چیز بھی حاصل کی تواس نے اتنا بڑا گناہ کیا جس کی سزامیں اس کو دوزخ کا عذاب ضرور بھگتنا ہوگااور مومنین وصالحین والی جنت سے محروم رہے گا۔

حدیث میں ” من اقتطع حق امرءٍ مسلم “ فرمایا گیاہے، یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کا معاشرہ اسلامی معاشرہ ہی تھا اور آپ ﷺ کے سامنے عموماً مسلمانوں ہی کے باہمی مقدمات آتے تھے۔ورنہ کسی غیر مسلم کی چیز بھی جھوٹی قسم کھاکر حاصل کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح مسلمان کی چیز حاصل کرنا۔اس کی واضح دلیل قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس کا حوالہ خود رسول اللہ ﷺ نے [ایک حدیث میں جو پہلے درج ہوچکی ہے] جھوٹی قسم کے عذاب کے سلسلے میں دیا ہے۔یعنی :

اِنَّ الَّذِینَ یشْتَرُوْنَ بِعَھدِاللّٰہ وَاَیمَانِھم ثَمنًا قَلِیلاً اُولئکَ لاَخلاَقَ لَھمْ فِیْ الآخِرَۃ وَلاَیکلِّمُھمُ اللّٰہ وَلاَینظُرُ اِلَیھمْ یومَ الْقِیامَۃ وَلاَیُزَکِّیھمْ وَلَھمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماهنامه

شریعت

جلد 2 شوال المکرم 1434ھ بمطابق اگست، ستمبر 2013ء شمارہ 6

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- ننگرہار میں عظیم معرکہ اور طالبان کے عزائم 2
- عید الفطر 1434 کی مناسبت سے جناب عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کا پیغام 4
- لائحہ قسط نمبر 5 9
- صوبہ پکتیا کے جہادی مسئول مولوی عبد الکریم سے گفتگو 10
- ڈنمارکیوں کا فرار مبارک ہو !! 13
- مرسی حکومت کا سقوط کیوں اور کیسے ؟ ! 14
- خواجہ رواش کے فدائیوں کا عجیب واقعہ 18
- مولوی عبد البصیر (ہمت) شہید کی سوانح عمری 19
- فغان طالبان کا مؤقف جاننے کا ایک ذریعہ ! 21
- "قلم" کا جہاد.....! 23
- قوم پرستی۔۔۔۔۔؟ 25
- برطانوی افواج کیلئے ڈراؤنا خواب 27
- وہ رہی ہماری صبح آزادی 30
- مسلم حکمرانوں کا المیہ 32
- جنگی جرائم 34
- سی آئی اے کی رخصتی۔۔۔! 36
- عید الفطر سے مکالمہ ! 37
- افغانستان جون 2013 میں 38
- جولائی میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول 44

رابطہ کے لیے برقی پتہ:

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:

www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک......40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات......30 ڈالر

بنگلہ دیش......28 ڈالر

ڈیزائننگ: سلمان بدر

مدیر اعلی

اداریہ

ننگرہار میں عظیم معرکہ اور طالبان کے عزائم

کل یعنی یکم اگست ۲۰۱۳ کو مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی اور ضلع شیرزاد کے مختلف علاقوں میں سرشام خالد بن ولید آپریشن کے سلسلے میں ،اربکی ملیشیا اور کٹھ پتلی نیشنل آرمی پر سخت اور حیران کن حملے کیے۔جس کے نتیجے میں ایک خونریز لڑائی شروع ہوئی جو آج صبح ۹ بجے تک جاری رہی۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس لڑائی میں مجاہدین نے بڑی کامیابی حاصل کی۔اس معرکہ میں مجاہدین کے ہاتھوں ضلع خوگیانی میں دشمن کے بڑے کمانڈروں سمیت ۶۱ قتل اور ۷۰ زخمی جبکہ شیرزاد میں ۲۳ قتل اور 19 افراد زخمی ہوئے۔اس کے علاوہ دشمن کے ۶ ٹینک اور ۷ رینجر فوجی گاڑیاں تباہ کیئے گئے جبکہ ۱۶ عدد رینجر فوجی گاڑیاں ،۳۸ عدد کلاشنکوف ،۱۶ عدد ثقیل ،۲ عدد راکٹ لانچر ،۴ عدد وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین نے بطور مال غنیمت کے حاصل کیا۔معرکہ میں ۵ مجاہدین شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوگئے اور ۴ مجاہدین زخمی ہو کر غازی بنے۔

مذکورہ بالا اضلاع اور ضلع پچیر واگام کے درمیان جنوبی سمت میں توربورہ واقع ہے ،یہی وہ علاقہ ہے جہاں امریکی یرغال کے دنوں میں افغان اور عرب مجاہدین نے ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک غاصب قوتوں کے خلاف جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھا ہوا تھا ،یہیں پر غاصب قوتوں نے مجاہدین پر B-52 طیاروں سے کیمیائی مواد استعمال کیا تھا ،ڈیزی کٹر اور کلسٹر بم گرائے تھے اور اسی علاقے کے مخلص مجاہدین کے تعاون سے شیخ اسامہ شہید رحمہ اللہ تورہ بورہ سے محفوظ و مامون نکل گئے تھے ،علاوہ ازیں جہاد کے بڑے قائد مولوی محمد یونس خالص کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے۔اس علاقے کے مخلص اور بہادر مجاہدین نے روز اول سے دشمن کے خلاف شروع کیئے ہوئے جہاد کو آج تک احسن طریقے سے جاری رکھا ہوا ہے جس کی بدولت آج مجاہدین کو یہاں اتنی بڑی کامیابی ملی۔

قطر میں طالبان کے سیاسی دفتر کھولنے اور مذاکرات کی باتیں چلنے پر دنیا بھر کے مبصرین کہلانے والوں کے عجیب و غریب تبصرے سامنے آئے ۔کئی مبصرین کا کہنا تھا کہ قطر میں طالبان دفتر کھلنے اور چند طالبان رہنماؤں کا وہاں اپنے بال بچوں سمیت رہائش پر امریکہ اور اس کے اتحادی اس لئے راضی ہیں کہ طالبان رہنما وہاں پر تعیش پر آسائش زندگی گزارنے پر نرمی کا اظہار کر کے جنگ سے دستبرداری اور صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔

پوری دنیا جانتی ہے کہ نہ یہ جنگ طالبان نے شروع کی ہے اور نہ ہی وہ اس جنگ کو طول دینے کے خواہاں ہیں اس لئے کہ جس کی گھر میں جنگ ہوتی ہے وہی تباہی و بربادی کا شکار ہوتا ہے ،انہی کا خون بہتا اور بڑے بڑے نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں۔دشمن نے اپنے برے مقاصد اور اہداف کے لئے یہ جنگ افغانوں پر مسلط کردی اور انہی اہداف و مقاصد کے حصول کی لالچ میں اس جنگ کو ۱۲ سال تک طول دیتے رہے۔لیکن ۱۲ برس کے طویل عرصے میں جب دشمن اپنے اہداف کے قریب بھی نہ پہنچ سکا بلکہ افغانوں کو ہمہ جانب نقصانات سے دوچار کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی بہت بڑے مالی اور جانی نقصانات اٹھانے کے نتیجے میں ذلت آمیز فرار پر آمادہ ہوئے۔

تو طالبان نہ شروع سے اس جنگ کے حامی تھے اور نہ آج اسے طول دینے پر راضی۔وہ اپنے اور اپنی قوم کے لئے امن و سکون کی زندگی چاہتے تھے اور دنیا میں کسی بھی قوم کے امن و امان کو نقصان پہنچانے کے درپے نہیں تھے ۔طالبان اللہ تعالیٰ کے فضل سے نرمی سے واقف تھے اور اصول کے دائرہ میں رہ کر نرمی کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں۔یہی وجہ تھی کہ افغانستان پر امریکی حملہ سے قبل وہ بار بار امریکہ کو کہتے رہے کہ اگر تمہیں امارت اسلامیہ سے کوئی شکایت ہو تو مذاکرات کے ذریعے اسے حل کریں۔ لیکن اپنے زور پر مغرور اور دیوانگی کی حد تک اہداف پرست امریکیوں نے ان کی ایک نہ سنی اور مست ہاتھی کی طرح افغانستان پر چڑھ دوڑا۔

افغانستان پر امریکی قبضہ کے بعد طالبان اس بات کو جان گئے تھے کہ اپنے ملک وملت کو بڑے اور خطرناک دشمن کے چنگل سے آزاد کرانے کا واحد راستہ جہاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۴۸ ممالک کے ہر قسم کے جنگی وسائل سے آراستہ، مال و دولت سے مالامال، جدید ٹیکنالوجی سے لیس اور تازہ دم دشمن کے مقابلے میں انتہائی کمزور وسائل کے ساتھ جہاد کا آغاز کیا جس میں روز بروز ترقی اور تیزی آتی گئی۔ یہاں تک کہ آج جاری جہاد میں بڑی بڑی قربانیوں کے نتیجے میں ۱۲ برس کے طویل دورانیہ کے بعد طالبان کے یقین کے مطابق شکست خوردہ دشمن راہ فرار کی تلاش میں ہے اور نہ صرف یہ افغانستان اور افغان ملت بلکہ پورا خطہ اور اقوام امریکیوں کی شرانگیزیوں، ریشہ دوانیوں اور فتنہ وفساد سے ہمیشہ کے لئے نجات پانے کو ہیں۔

دشمن کی سوچ اور لوگوں کے یہ تبصرے کہ قطر میں چند طالبان رہنما پر تعیش وپر آسائش زندگی سے آشنا ہونے پر نرمی کا اظہار کرکے جنگ سے دستبردار ہوجائیں گے۔ میرے خیال میں یہ تبصرے حیران کن، زمینی حقائق سے دور اور حماقت پر مبنی ہیں، یہ ایک خیالی دنیا اور دل کو بہلانے کی ناکام کوشش ہے، اس لئے کہ نہ چند طالبان رہنماؤں کا قطر جانے سے تمام طالبان کی زندگی بدلی ہے اور نہ ہی طالبان یہ جنگ مادی وسائل کے حصول کے لئے لڑرہے ہیں، یہ جہاد ملک وملت کی آزادی اور یہاں عدل وانصاف پر مبنی اسلامی حاکمیت کے نفاذ کے لئے شروع کیا گیا ہے اور ان اہداف کے حصول تک جاری رہے گا ان شاء اللہ۔ طالبان نے قطر دفتر اپنے عالی مقاصد پر سودا بازی کے لئے نہیں کھولا بلکہ اسے دنیا سے رابطہ میں رہنے اور اپنے اہداف کے حصول کے لئے ایک ذریعہ سمجھا ہے، اور جس دن بھی مطلوبہ مقاصد کا حصول ناممکن دکھائی دیا تو اسی دن دفتر کو بند کردیا جائے گا۔

یاد رہے! طالبان قطر کے سیاسی دفتر اور دیگر سیاسی کامیابیوں کو میدان جہاد میں کامیابی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اسی لئے وہ غاصب دشمن کے نکلنے سے قبل جاری جہاد کو روکنے کا تصور بھی نہیں کرتے بلکہ اس میں مزید تیزی لانے کی کوششوں میں ہیں، دفتر کے کھلنے اور مذکورہ تبصروں کے سامنے آنے کے دوران دشمن پر طالبان کے بڑے اور کامیاب حملے ہماری اس بات کی واضح دلیل ہے۔ 19 جون بروز بدھ امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے افتتاح کے دن ضلع بگرام میں جارحیت پسندوں کے سب سے بڑے فوجی مرکز پر میزائل حملے ہوئے جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق کم از کم 4 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اگرچہ اس حملے میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے مگر انہوں نے اس حوالے سے کچھ کہنے سے گریز کیا ہے۔

ایسے ہی 10 جون 2013 کو منصوبے کے مطابق فدائی مجاہدین نے صبح چار بجے خواجہ رواش ایئرپورٹ پر حملے کا آغاز کیا جو دوپہر 10 بجے تک جاری رہا۔ پلان کے مطابق پہلے ہوائی اڈے کے شمال میں دو ٹاور تباہ کیے گئے جن سے ہوائی اڈے کی سیکیورٹی سنبھالی جاتی تھی۔ پھر ایئرپورٹ کے شمالی حصے میں کھڑے طیاروں پر حملہ کیا۔ تمام فدائیوں نے انتہائی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ صلیبی دشمن پر آگ برسائے رکھا۔ جنگ کے آخر تک رسد فراہم کرنے والے 15 طیارے، 2 بکتر بند گاڑیاں، 6 بغیر پائلٹ کے طیارے جنہیں ایک تھرپال کے نیچے رکھا گیا تھا، 10 چینوک ہیلی کاپٹر، 4 سیکیورٹی چیک پوسٹ اور تیل کے بڑے بڑے ذخائر تباہ ہوگئے۔

اسی طرح کابل صدارتی محل کے بھیڑیے اور آریانا ہوٹل میں چھپے سی آئی اے کے ڈاکوؤں پر طالبان کا حملہ بھی قابل ذکر ہے۔ رپورٹس کے مطابق بھاری اسلحوں، اہم وسائل اور خاص تیکنیکوں سے مسلح چند بہادر فدائی مجاہدین صبح ساڑھے 6 بجے امریکی انٹیلیجنس ایجنسی سی آئی اے کے تیرہ سال سے قائم سب سے بڑے مرکز آریانا ہوٹل میں اللہ کی نصرت سے داخل ہوگئے۔ چند دھماکوں سے پہلے ہوٹل کے سارے شیشے اڑادیے اور کئی گھنٹوں تک سیاہ دھوئیں کے بادلوں میں اسے گھیرے رکھا۔ امارت اسلامیہ کو ثقہ رپورٹوں کی بنیاد پر معلوم ہوا ہے کہ ہوٹل میں 20 کے قریب سی آئی اے کے قاتل ایجنٹ ہلاک ہوگئے ہیں جبکہ اس سے دوگنی تعداد میں زخمی ہوگئے ہیں۔ اگرچہ حملہ آوروں کی تعداد 4 تھی مگر انہوں نے قریباً 2 گھنٹے تک آریانا ہوٹل اور صدارتی محل کے شمالی دروازے پر خاص اور مخصوص امریکی اور داخلی فوج سے دست بدست بھاری معرکہ لڑا۔

یہ اور اس جیسے دیگر گزشتہ واقعات اور کل صبح حاصل ہونے والی تازہ ترین فتح اس بات کی شاہد ہیں کہ طالبان جب تک اپنے عالی مقاصد تک نہیں پہنچتے تب تک جہاد کو جاری رکھیں گے اور پوری اسلامی دنیا کو یہ اطمنان دلاتے ہیں کہ وہ اپنے عالی مقاصد پر کسی قسم کا کوئی سودا ہرگز نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

عیدالفطر کی مناسبت سے جناب عالی قدر امیرالمومنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله،أمابعد فأعوذ با لله من الشيطن الرجيم(وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور/55)

"(اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لیے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدّل بہ امن کر دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں، اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدے) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔"

مجاہد افغان قوم اور پوری امت مسلمہ کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یقیناً آپ کو رمضان المبارک میں فریضہ صیام کی ادائیگی کے بعد عید الفطر کی مبارک گھڑیوں کا سامنا ہو گا۔ میں اس خوشی اور نیک بختی کے موقع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مسلمانوں کے جہاد، صیام وقیام اور صدقات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اور میری یہ بھی دعاء ہے کہ اللہ آپ سب کی نصرت کرے اور سعادت والی زندگی سے بہرہ مند فرمائے۔

آپ حضرات کے علم میں ہو گا کہ رواں برس بھی دلیر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت، فدائیوں کی بے لوثی اور بے مثال قربانیاں پیش کر کے جہادی میدانوں میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کی ہیں، اور قابض دشمن کو حقیقی معنوں میں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔ میں ان کامیابیوں پر مجاہد افغان قوم اور ظلم کی چکی میں پسی ہوئی امت مسلمہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور قابض افواج کے خلاف مجاہدین کے شانہ بشانہ جم کر کھڑے ہونے اور بھرپور تعاون کرنے پر خوددار مجاہد افغان قوم کا شکرگزار ہوں، اور مجھے ان سے پوری امید ہے کہ وہ حصولِ آزادی کی اس جنگ میں مجاہدین کے ساتھ مزید تعاون کو فروغ دیں گے اور ان کے دوش بدوش کھڑے رہیں گے۔

اور میری اللہ سے التجاء ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو عزت اور غلبہ نصیب فرمائے، ان کے مصائب اور تکالیف کو ختم کرے۔ اور ظلم کا شکار ایمان والوں بالخصوص شام اور مصر کی مظلوم عوام کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلائے، جنہوں نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ کوڑوں کے سائے تلے، میدانوں، جیلوں اور ہسپتالوں میں، تشدد، قتل اور قید وبند کی صعوبتوں کا سامنا کرتے ہوئے گذارا ہے۔ اور میں اللہ سے ان کی مدد اور فتح یابی کا سوال کرتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب تدابیر اختیار کرنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ اور میری اللہ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو دشمن کی خفیہ اور ظاہری سازشوں سے محفوظ رکھے، مسلمانوں کے زخموں کو شفاء یاب فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ان کے قیدیوں کی جیلوں سے رہائی کے اسباب مہیا کرے۔

اے میرے ہم وطنو!

افغانستان میں جاری جہاد اللہ تعالی کے فضل سے بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ اس سال "خالد بن ولید[ ] آپریشن "کے تحت ملک کے بیشتر علاقے غاصب دشمن کے قبضے سے آزاد کرالیے گئے ہیں۔ اور ملک کے مختلف علاقوں میں دشمن کے وہ مراکز فتح کیے جاچکے ہیں جنھیں اس سے پہلے ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ تائید ایزدی سے دشمن کی عسکری قوت ،جنگی غرر اور دبدبے کی دھجیاں اڑادی گئیں اور اب وہ شکست کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر/45)

"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیچھے ہٹ جائے گی۔"

اور خوشی کی بات تو یہ ہے کہ پورے افغانستان میں دشمن کے خلاف برسرپیکار مجاہدین باہم محبوب بھائیوں کی طرح ایک قیادت اور ایک جھنڈے تلے جمع ہیں ۔ آئے دن ان کی جہادی قوت مضبوط ہو رہی ہے اور مجاہدین نت نئے تجربات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ عسکری محاذوں پر فتح مندی اور پیش قدمی کے ساتھ ساتھ مجاہدین سیاسی، ثقافتی، ابلاغی، دعوتی، انتظامی اور اقتصادی محاذوں پر بھی نت نئی کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔ اسی طرح جہادی صفوں میں روحِ اصلاح واخلاص کی پیوستگی ،باہمی تعاون اوراطاعت شعاری کا جذبہ بھی مزید پروان چڑھ رہا ہے۔

میرے ہم وطن مؤمنو اور مجاهد بهائیو!

آپ جانتے ہیں کہ وطن عزیز تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، گزشتہ بارہ برس میں شکست کا مزہ چکھنے والا دشمن اب نئی منصوبہ بندی اور خفیہ چالوں میں مصروف ہے۔ مگر اللہ کے فضل سے ہم بھی دشمن کی ان سازشوں سے غافل نہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ تمام افغانوں پر مشتمل آزاد اور عادلانہ اسلامی نظام ہی ہماری قوم کے لیے سعادت اور خوشحالی کی راہ ہموار کر سکتا ہے، ہم اپنی مسلمان قوم کی حمایت جاری رکھے ہوئے ہرگز کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ قومی یا صوبائی بنیادوں پر افغانستان کی تقسیم کا خواہاں ہو۔ ہماری دیندار قوم ملکی سرزمین کی وحدانیت کی تحفظ اور ایک ایک انچ کے دفاع کو اپنا فرض منصبی گردانتی ہے، اور انھیں اس بات کا یقین ہے کہ باہمی اتحاد اور اپنے مجاہد سپوتوں کے ساتھ تعاون واجباتِ دینیہ میں سے ہے، اور وطن کی آزادی اور خود مختاری کا تحفظ اس کا شرعی اور اسلامی حق ہے۔ اسی طرح ہماری مسلمان قوم 2014ء کے انتخابات کے نام سے دھوکہ دہی کے اس ڈھونگ میں حصہ لینے کی ہرگز روادار نہیں جو آیندہ رچایا جارہا ہے۔ اس لیے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان انتخابات کا نتیجہ افغانستان میں ان کے انعقاد سے پہلے ہی واشنگٹن میں طے پایا جاچکا ہے۔ جہاں عوامی رائے کی کچھ بھی پاسداری نہیں کی گئی ہے۔ لہذا ایسے انتخابات میں حصہ لینا گویا وقت کے صریح ترین ضیاع کے مترادف ہے۔

میں ایک بار پھر ان تمام افغانوں کو جو دشمن کی صفوں میں کام کر رہے ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بندوقوں کا رخ اپنی مسلمان قوم کی طرف کرنے کی بجائے حربی کافروں اور ان کے کارندوں کے سینوں کی طرف کریں۔ ہم ایسے سرفروش نوجوانوں کا استقبال ہمیشہ جوانمردوں جیسا کرتے ہیں، اور ہر اس شخص کو بھی خوش آمدید کہیں گے جو دشمن کی صف چھوڑ کر اپنی مجاہد قوم کی آغوش میں آنا چاہے۔

اسی طرح میری "خود کو اسلام اور جہاد کا حامی سمجھتے ہوئے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈوں میں مصروف رہنے، نااتفاقی کے بیج بونے، شک اور بدگمانیاں پیدا کرنے، اور اپنا قلم اور زبانیں کفار کی بجائے مجاہدین کے خلاف استعمال کرنے والوں" سے درخواست ہے اور بھائی بندی کے ناطے انھیں مشورہ ہے کہ وہ ایسے بے سود تخریبی اعمال سے رک جائیں۔ کیونکہ ان کی ایسی حرکات محض خود غرضی اور فکری ناپختگی پر دلالت کرتی ہیں، اور ان کاموں سے وہ اپنے گناہوں کی میزان مزید بوجھل کرنے کے سوا کچھ فائدہ حاصل نہیں کرپاتے۔ بہر حال وہ تمام زندہ ضمیر افغان جو غیر ملکی قبضے کو ناپسند کرتے ہیں اور دشمن کی مخالفت پر عملاً کمربستہ ہیں، ہمارے اور ان کے مابین چاہے کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو وہ ہمارے بھائی ہیں، اور ہم ان کے غیرت مندانہ افغانی جذبے کی قدر کرتے ہیں۔ اور میں ہر کس و ناکس کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ

مجاہدین کے بارے میں متوقع ذاتی انتقام کے حوالے سے ہر گز پریشان نہ ہوں ،اس لیے کہ ہمارا یہ جہاد ذاتی مفادات کے حصول، شخصی اغراض کی تکمیل یا اقتدار پر قابض ہونے کے واسطے نہیں ہے۔

اے دنیاوالو اور میرے وطن کے باسیو!

مجھ پر یہ لازم ہے کہ ایک مرتبہ پھر افغانستان کے مستقبل کے بارے میں واضح کردوں کہ اسلامی نظام کا قیام اور مکمل آزادی کا حصول، یہ دو ایسی بنیادی اقدار ہیں کہ جن پر ہم کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔اس لیے کہ افغان قوم نے گزشتہ اور موجودہ ادوار میں انھی اقدار کے تحفظ کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں اور تباہیوں کو جھیلا ہے،اور انھی دو اہداف کے حصول کے لیے لاکھوں شہداء کی قربانی دی ہے۔ پس چاہیے کہ اس خوددار قوم کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی امنگوں کے مطابق خود مختار اسلامی نظام تشکیل دے سکے۔

ملک کے داخلی نظام اور تعمیر نو کے حوالے سے ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ صاف، شفاف اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ " اسلامی نظام "کے سوا اس بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ افغان قوم کو چاہیے کہ وہ غیر ملکی امداد اور صلاحیتوں پر اعتماد کرنے کی بجائے ملک کی خدمت کے لیے اپنے داخلی وسائل سے فائدہ اٹھائے تاکہ ہم ان المناک حالات سے نکل سکیں۔ اور عوام الناس کو چاہیے کہ نئی نسل کو دینی اور عصری دونوں طرح کے علوم سے آراستہ کریں، اس لیے کہ دورِ حاضر میں علوم جدیدہ کا حصول بھی سماجی بحالی کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

میں ایک بار پھر کہنا چاہوں گا کہ اقتدار کے حصول کے لیے لڑنا ہمارا مطمح نظر نہیں،جو کوئی بھی اسلام اور وطن سے سچی محبت اور وفاداری کا خوگر ہو، چاہے اس کا تعلق کسی بھی قوم یا علاقے سے ہے، یہ اس کا اپنا ملک ہے۔کوئی بھی اسے ملک کی خدمت سے نہیں روک سکتا،اور ہم سب کو یقین دلاتے ہیں[انشاء اللہ]مل کر اس ملک کی خدمت کریں گے۔اور جو بھی غاصب دشمن کے ساتھ تعاون پر پشیمان ہونا چاہتا ہے، وہ ہمارا بھائی ہے اور ہم دل کی گہرائیوں سے اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔

اور خارجی سیاست سے متعلق ہمارا موقف ہماری دائمی سیاست (لاضرر ولاضرار) کے عین مطابق ہے۔ہم نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہماری سرزمین دوسروں کے خلاف استعمال کرے، بعینہ اسی طرح جیسا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دوسرا ہمارے خلاف استعمال ہو۔ہم ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں جو افغانستان کو ایک آزاد اسلامی ملک کے طور پر تسلیم کریں اور ان کا ہمارے ساتھ تعلق استعماری چھاپ کا آئینہ دار نہ ہو، خواہ وہ بین الاقوامی طاقتیں ہوں یا ہمسایہ ممالک اور دنیا کے دیگر خطے!

واضح رہے کہ ہم نے اپنی اسی سیاست کے خط و خال سابقہ پیغامات اور سیاسی دفتر کے ذریعے دنیا تک پہنچائے ہیں۔جہاں تک سیاسی مکتب کے ذریعے قابض قوتوں کے ساتھ ملاقاتوں اور مذاکرات کی بات ہے تو ان رابطوں کا بنیادی مقصد صرف یہی ہے کہ افغانستان پر قبضے کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہوسکے۔کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ مجاہدین اپنے اہداف سے دستبردار ہوجائیں گے یا اسلامی اصولوں اور وطنی منافع پر کسی سودے بازی کو ترجیح دیں گے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس سرزمین کی مکمل آزادی اور غیر ملکی قبضے کے خاتمے کے علاوہ کچھ بھی قابلِ قبول نہ ہو گا، اور نہ ہی اس معاملے میں کسی سے سودے بازی کی جائے گی۔اور میں اس بات کی بھی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس بیش

واضح رہے کہ ہم نے اپنی اسی سیاست کے خط وخال سابقہ پیغامات اور سیاسی دفتر کے ذریعے دنیا تک پہنچائے ہیں ۔جہاں تک سیاسی مکتب کے ذریعے قابض قوتوں کے ساتھ ملاقاتوں اور مذاکرات کی بات ہے توان رابطوں کا بنیادی مقصد صرف یہی ہے کہ افغانستان پر قبضے کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہوسکے۔کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ مجاہدین اپنے اہداف سے دستبردار ہوجائیں گے یا اسلامی اصولوں اور وطنی منافع پر کسی سودے بازی کو ترجیح دیں گے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس سرزمین کی مکمل آزادی اور غیر ملکی قبضے کے خاتمے کے علاوہ کچھ بھی قابلِ قبول نہ ہو گا،اور نہ ہی اس معاملے میں کسی سے سودے بازی کی جائے گی۔ اور میں اس بات کی بھی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس بیش بہا مقصد کے حصول کے لئے کسی غیر شرعی مصلحت سے ہر گز کام نہ لیا جائے گا۔

بہامقصد کے حصول کے لئے کسی غیر شرعی مصلحت سے ہر گز کام نہ لیاجائے گا۔

امارت اسلامیہ کواس بات پر فخر ہے اللہ کے فضل سے کہ کئی مشکل مراحل اور کٹھن گھڑیوں میں وہ جادۂ مستقیم سے نہیں ہٹی۔اوراللہ تعالی سے ہمارا سوال ہے کہ مستقبل میں بھی ہمیں اسی طرح حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطافرمائے۔قطرمیں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفترکھلنے کے بعدسب پرواضح ہوجانا چاہیے کہ امارت اسلامیہ اپنے تمام فیصلوں میں آزاد ہے اورمضبوط اور مستقل موقف رکھتی ہے۔اوریہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امارت اسلامیہ اپنی مسلمان قوم کی خاطر اسلامی اصولوں اورملکی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مشکلات حل کرنے کی بھرپوراور مخلصانہ کوششیں کرتی رہی ہے[اورایسا کرتی رہے گی]- لیکن قابض افواج اوراس کے اتحادی ان مسائل اورمشکلات کے حل کی راہ میں مختلف حیلے بہانوں سے رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔

جیساکہ اس سے قبل بھی ہم کہہ چکے ہیں کہ امارت اسلامیہ حصول اقتدار کی پیاسی نہیں۔ہم تمام افغانوں پر مشتمل حکومت "جواسلامی اصولوں پر قائم ہو"کے قیام کے لیے تمام افغانی دھڑوں کے ساتھ افہام اور تفہیم پر یقین رکھتے ہیں،میں واضح کرتاہوں کہ امارت اسلامیہ ملک کوغیر ملکی قابضین کے چنگل سے آزاد کرانااپنادینی اورملی فریضہ سمجھتی ہے۔اور غیر ملکی قبضہ کے خاتمہ کے بعدافغانوں کے درمیان داخلی مفاہمت کے لئے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی،کیونکہ افغان اپنے مشترکہ اصولوں اورثقافت کی بنیادپر باہمی افہام وتفہیم کی قدرت رکھتے ہیں۔

قابض دشمن کو چاہیے کہ وہ گزشتہ بارہ برسوں کے تلخ تجربات سے سبق حاصل کرے،قبضے کودوام بخشنے اور مستقل اڈوں کے قیام کے عنوان کے تحت ایک بارپھر قسمت آزمائی کی کوشش نہ کرے اورنہ ہی کابل کی نام نہاد حکومت کے جھوٹے وعدوں پر بھروسہ کرے۔ اس لیے کہ ان کے مقامی حواری اورحامی یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح جارحیت کے ابتدائی ایام میں انھوں نے جارحین کے سامنے افغانستان کولقمہء تربناکے پیش کیا تھااسی طرح آج بھی غیر ملکی قبضوں کے دوام کی آڑمیں ذاتی منافع کے حصول کو یقینی بناسکیں۔

مغربی قوتوں کواب باور کرلیناچاہیے کہ افغان قوم کبھی بھی غیر ملکیوں اوران کے حواریوں کوبرداشت نہیں کرے گی۔اگروہ یہ سمجھتے ہیں کہ پروپیگنڈوں،اسٹریٹیجک منصوبوں ،خفیہ چالوں اور امن معاہدوں کے ذریعے یالویہ جرگہ اور مجلس وطنی کے نام پر افغانستان میں مستقل قیام کے لئے راہ ہموار کرلیں گے، تو انھیں یہ خیال اپنی کھوپڑیوں سے نکال لینا چاہیے۔جب افغان قوم کو ہزاروں غیر ملکی فوجیوں کی موجودگی میں راضی نہیں کیا جاسکا تو اپنی خو مختاری کی دشمن ایک قلیل سی جماعت کو وہ کیسے براشت کرلیں گے ؟

اوردشمن کو یہ خواب دیکھنا بھی چھوڑ دینا چاہیے کہ اسلامی نظام کے لئے برسرپیکارعام مجاہدین اور ان کے قائدین اس کے وعدوں اور مراعات کے عوض یا دنیوی اورذاتی مفادات کے چکر میں ،یاحکومتی وزارتوں اور عہدوں کے حصول کی خاطر اپنی حقیقی جدجہد سے دستبردار ہو جائیں گے۔

قابضین سے میں یہ بھی کہناچاہوں گاکہ مجاہدین کوتشددپسنداوراعتدال پسند کے نام پر تقسیم کرنا بھی دشمن اور اس کے ہرکاروں کی خام خیالی اور بے جاپروپیگنڈاہے۔مجاہدین تمام کے تمام اسلام کے پیروکارہیں جن کا منہج بہت واضح،معتدل اور متحد ہے، اوروہ منہج اسلام ہے۔جس کے بارے میں اللہ تعالی کافرمان ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (البقرة/143)

"اور ہم نے تم کوایک ایسی جماعت بنادیاہے جو(ہر پہلوسے)نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لیے رسول اللہ[ﷺ] گواہ ہوں"

اور بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کے بارے میں ہمارانقطہ نظریہ ہے کہ وہ تمام امدادی ادارے جوسیاسی اور جاسوسی معاملات سے دوری اختیار کریں اور قابض قوتوں ے لیےجاسوسی کا کام نہ کریں اور غیر اسلامی نظریات اور افکار کے داعی نہ ہوں، تووہ ہماری پالیسی اورشرائط کے مطابق غیر جانبداری کامظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے زیرانتظام علاقوں میں ہمارے ذمہ دار کمیشن کے ساتھ منسلک ہو کر کام کرسکتے ہیں،چاہے ان کاکام شعبہ

صحت سے متعلق ہو، مہاجرین کے بارے میں ہو یا غذائی تقسیم اور کسی بھی دوسرے حوالے سے ہو۔

اور آخر میں پوری دنیا بالخصوص عالمِ اسلامی، انصاف پسند اقوام وممالک اور بین الاقوامی اور اسلامی معاشروں سے امید کرتا ہوں کہ وہ انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کی بناء پر مظلوم افغان عوام کے ساتھ آزادی کی اس جدجہد میں ہر قسم کا تعاون کو یقینی بنائیں گے۔ اور میں شکر گزار ہوں ان لوگوں کا جو حریت واستقلال کی اس جنگ میں افغان قوم کے معاون ہیں۔

اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے لیے میری نصیحت ہے کہ وہ ان کو دی گئی تعلیمات اور جاری کردہ لائحہ عمل کی شدت سے پاسداری کریں۔ اور امارت اسلامیہ کی اعلی قیادت اور رہنماؤں کی جانب سے جاری کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی خوب کوشش کریں اور اپنے مسؤلین کی مکمل اطاعت کریں۔ اس لیے کہ قوت اور کامیابی کا راز اتحاد میں مضمر ہے اور اتحاد کا مدار اطاعت پر ہے، لہذا پوری اطاعت سے اپنی صفوں کو متحد رکھیں۔

اسی طرح میری تمام مجاہدین کو وصیت ہے کہ وہ علاقے جو دشمن خالی کرچکا ہے یا کر رہا ہے، وہاں پر علماء کرام اور علاقے کے معززین کے تعاون اور مشاورت سے نظم قائم کریں، جو لوگ مجاہدین کے نام پر عوام کو تکلیف دیتے ہیں، یا مال کے بدلے اغواء میں ملوث ہیں یا جہاد کے نام پر ذاتی یا شخصی مفادات کے حصول میں منہمک ہیں، ایسے افراد ہر گز نہ تو مجاہدین ہیں اور نہ ہی ان کا امارت اسلامیہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہے۔ میں مجاہدین کو حکم دیتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے افراد کو لوگوں پر ظلم وتعدی سے روکیں۔

اور میری مجاہدین کو وصیت ہے کہ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کام کو مزید آگے بڑھائیں کہ عام شہریوں کا نقصان نہ ہو، اور اس کمیٹی سے تعاون کو یقینی بنائیں جو عام شہریوں کے نقصانات کے روک تھام کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ تاکہ اہل وطن اور دنیا کو اس حوالے سے درست حقائق اور سچی خبروں کی فراہمی یقینی بنائی جاسکے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ شہری جانی نقصانات کے حوالے سے دشمن ہمیشہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے۔ اور بدقسمتی سے کچھ ادارے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی بنیاد پر رپورٹس بناتے اور شائع کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عام شہریوں کو نقصانات پہنچانے یا ہلاکتوں میں خود دشمن ہی ملوث ہے۔ اور اگر کوئی مجاہد اس باب میں احتیاط سے کام نہیں لے گا تو مذکورہ ادارہ تحقیقات کے بعد اس کو قیادت کے سامنے پیش کرے گا، تاکہ عدالتی کاروائی عمل میں لائی جاسکے۔

اور مجاہدین یہ بھی کوشش کریں کہ دعوت اور ارشاد کے حوالے سے قائم کمیٹی کے ساتھ مخالف صفوف میں شامل افراد کو راہِ حق کی دعوت دینے میں ہر طرح کی معاونت کریں، تاکہ انھیں دشمن کی صف سے نکال باہر کیا جائے۔

اسی طرح مجاہدین پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں اور زخمیوں کی خدمت کو صحت اور قیدیوں سے متعلق کمیشن کی سفارشات کی معاونت سے یقینی بنائیں اور اسے اپنی شرعی ذمہ داری سمجھیں۔ اور ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کو تعلیم وتربیت کمیشن کے جاری کردہ خطوط کے مطابق سرانجام دینے کی بھرپور کوشش کریں، تاکہ ہماری نئی نسل دینی و دنیوی علوم سے آراستہ ہو کر متدین انداز میں اپنے ملک اور افغان قوم کی خدمت کے قابل ہو سکے۔

اسلامی خیراتی اداروں اور اہلِ خیر بھائیوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ امارتِ اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن کے ساتھ تعاون کریں تاکہ جہاد بالمال کے فریضہ کے ذریعے مجاہدین کی ضروریات اور حاجات پوری ہو سکیں۔ میں عید الفطر کے بابرکت ایام کی مناسبت سے صاحب ثروت اور آسودہ حال مسلمانوں سے پر امید ہوں کہ وہ عید کی خوشیوں میں شہداء کرام، قیدیوں، مہاجرین اور تنگ دست مسلمانوں کو نہ بھلائیں گے، اور ان کو اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک کریں گے۔ اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان تمام مسلمانوں کا جو مجاہدین کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا انھوں نے دعائیں دی ہیں، اور امید کرتا ہوں کہ وہ یہ تعاون برابر سرابر جاری رکھیں گے۔

آخر میں ایک بار پھر میں آپ سب کو عید سعید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ امت مسلمہ کو عظمت ومنزلت عطا کرے، بیشک وہ خوب سننے والا اور دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادمِ اسلام [امیر المؤمنین] ملا محمد عمر مجاہد

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے لائحہ

قسط نمبر 5

گذشتہ سے پیوستہ : قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول وضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ قسط نمبر 5 ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھا حصہ

دشمن کو رسد کی فراہمی اور تعمیراتی کام کرنے والے کارکنوں کے بارے میں

۲۳۔ کسی کی وہ ذاتی گاڑی جسے کافروں کو رسد کی فراہمی اور سامان کے نقل وحمل میں استعمال کیا جارہا ہو یا اس سے کافروں کی کوئی اور خدمت لی جارہی ہو اس کو جلادینا جائز ہے۔ مگر پیسوں کے بدلے میں چھوڑنا یا اس کا استعمال کرنا ممنوع ہے۔

۲۴۔ وہ ڈرائیور جو کافروں کے سامان کے نقل وحمل میں مصروف ہوں۔ سامان کی نقل وحمل کرتے ہوئے اگر پکڑے جائیں اور پوری تحقیق سے یہ بات واضح ہو کہ یہ سامان صلیبی کافروں یا ان کی غلام انتظامیہ کا ہے اسے قتل کر دیا جائے۔ اور سامان جلادیا جائے۔ اور اگر گرفتار ہوجائیں اور قاضی کے سامنے یہ ثابت ہوجائے کہ یہ لوگ واقعتاً یہی کام کررہے ہیں انہیں سزائے موت دی جائے۔ البتہ کسی صوبے میں کوئی قاضی متعین نہ ہوا ہو تو ثبوت اور قتل کا معاملہ گورنر کے حوالے کیا جائے۔

۲۵۔ وہ ٹھیکیدار [مزدور] جن کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ وہ کفار یا ان کی غلام انتظامیہ کے لیے مراکز کی تعمیر یا انہیں تیل اور دیگر مواد کی فراہمی کررہے ہیں، مجاہدین ان کے وسائل جلادیں اور انہیں قتل کردیں۔ اور اگر گرفتار ہوجائیں اور قاضی کے سامنے ثابت ہوجائے کہ واقعتاً یہ لوگ یہی کام کرتے ہیں تو انہیں سزائے موت دی جائے البتہ کسی صوبے میں قاضی کا تعین نہ ہوا ہو تو ثبوت اور قتل کا معاملہ گورنر کے حوالے کیا جائے

۲۶۔ جن ٹھیکیداروں کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہوجائے کہ وہ مخالفین کی جانب سے ہونے والے کاموں کے لیے مزدور اور کارکن فراہم کرتے ہیں یا ان مزدوروں اور کارکنوں کی نگرانی کرتے ہیں انہیں قتل کردیا جائے۔

پانچواں حصہ

اموال غنیمت کے بارے میں

۲۷۔ مال غنیمت محارب کافروں کے ان اموال کو کہا جاتا ہے جو جنگ کی فتح کے بعد مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ افغانستان میں مال غنیمت کا حکم یہ ہے کہ اس کا پانچوں حصہ صوبائی ذمہ دار کے حوالے کیا جائے گا جسے صوبائی ذمہ دار قیادت کی ہدایت کے مطابق خمس کے مصارف میں استعمال کرے گا۔ بقیہ چار حصے ان مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے جو اس وقت جنگ میں حاضر تھے یا جنہیں قیادت کی جانب سے اسی جنگ کے لیے مورچہ بندی کرنے، معلومات اکٹھی کرنے یا کسی اور مصلحت کی خاطر کہیں بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں میں جن میں درجہ ذیل شرائط پائی جاتی تھیں۔

پہلی شرط: وہ اس کارروائی کے علاقے کے اتنے قریب ہوں کہ اگر ان سے مدد طلب کی جائے تو وہ حاضر ہو کر مجاہدین کی مدد کرسکیں۔

دوسری شرط: اس آپریشن میں شرکت کا ارادہ رکھتا ہو، شرکت پر آمادہ ہو اور لڑنے والے مجاہدین سے رابطہ میں رہے۔ مثال کے طور پر مجاہدین کے کمانڈر نے اسے اس بات پر آمادہ کیا ہو کہ کارروائی کے دوران اگر ضرورت پڑی تو تمہیں بھی بلایا جائے گا۔

یہ دونوں شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط موجود نہ ہو تو اسے مال غنیمت میں حصہ دار نہ سمجھا جائے گا۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

صوبہ پکتیا کے جہادی مسئول

مولوی عبدالکریم سے گفتگو

انٹرویو: حبیب مجاہد

صوبہ پکتیا افغانستان کے مشرق میں واقع ہے۔ جس کے مغرب میں صوبہ غزنی، جنوب میں پکتیکا اور خوست کے صوبے، مشرق میں پاکستان کے قبائلی علاقے کرم ایجنسی اور شمال میں لوگر کا صوبہ واقع ہے۔ صوبہ پکتیا کا رقبہ 6432 مربع کلومیٹر اور آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔

صوبہ پکتیا کا مرکز گردیز شہر ہے۔ یہ صوبہ سید کرم، احمد آباد، جانی خیل، زرمت، ارمہ، احمد خیل، لجہ منگل، شواک، گردہ چیڑی، جاجی اریوب، چمکنی اور ڈنڈوپٹان کے اضلاع پر مشتمل ہے۔

صوبہ پکتیا کا پرانا نام "لویہ پکتیا" ہے۔ مگر بعد میں پکتیکا اور خوست کے نام سے دو صوبے اس سے الگ ہوگئے۔ یہ صوبہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ اس صوبے کے زرمت اور سید کرم کے دو علاقے صرف میدانی علاقے ہیں اس کے علاوہ باقی تمام اضلاع پہاڑی علاقے ہیں۔ اس صوبے کے اکثر پہاڑ سبز جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ صوبہ پکتیا روس کے خلاف جہاد کے دور میں مجاہدین کا ایک قوی مورچہ تھا۔ اس صوبے کے پہاڑی علاقوں میں مجاہدین کے بڑے بڑے محاذ قائم تھے۔ امریکا کے خلاف جہاد میں بھی اس صوبے کے مجاہدین کا حصہ بہت واضح اور قابل توجہ ہے۔ اس صوبے میں جارحیت کے بعد سے مسلح جہاد کا آغاز اور بھی شدت سے ہوگیا ہے۔

میدان وردگ ضلع سید آباد کے رہائشی مجاہد مولوی عبدالکریم گذشتہ دوسالوں سے صوبہ پکتیا کے جہادی ذمہ دار کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ حال میں پکتیا کے گرم محاذوں سے لوٹے ہیں۔ پکتیا کے جہادی حالات کے حوالے سے ہم نے ان سے گفتگو کی ہے جو قارئین کی توجہ کے نذر کی جارہی ہے۔

سوال: محترم مولوی صاحب سب سے پہلے آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔ آپ حال ہی میں جہاد کے گرم محاذوں سے لوٹے ہیں اور وہاں جہادی محاذوں میں جنگ کے بہت قریب رہ کر خدمات انجام دی ہیں، اس لیے سب سے پہلے پکتیا کے جہادی محاذوں کا آنکھوں دیکھا حال ہمیں سنائیں۔

جواب: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، صوبہ پکتیا کے جہادی حالات کے متعلق عرض کرتا ہوں، میں نے پکتیا کے مختلف اضلاع اور جہادی علاقوں کا دورہ کیا۔ مجاہدین کے ساتھ محاذوں پر رہا، مجاہدین اور عوام سے ملا، دشمن کے حالات کا آمنے سامنے مشاہدہ کیا۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ الحمدللہ جہادی حالات ماضی کی بنسبت اس سال بہت اچھے اور مجاہدین کے حق میں ہیں۔

عسکری امور کی طرح مجاہدین کے عوامی امور بھی بہت منظم تھے۔ مجاہدین کی تعداد انتہائی زیادہ تھی۔ حکومتی مراکز کے علاوہ پکتیا کے تمام اطرف میں موجود علاقے مکمل طور پر فتح ہوچکے تھے۔ اس صوبے کا ایک ضلع "ارمہ" مکمل طور پر فتح ہوگیا ہے۔ اس ضلع میں دشمن اور اس کے کٹھ پتلی انتظامیہ کا کوئی ایک فوجی بھی موجود نہیں۔ صوبائی مرکز گردیز سمیت تمام اضلاع کے اکثر علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ مثال کے طور پر پکتیا کے مغربی علاقوں کا ذکر کرتے چلیں۔ مرکز گردیز سے لے کر صوبہ پکتیکا اور صوبہ غزنی کے سرحدوں تک کے پورے علاقے میں دشمن کا وجود صرف مرکز گردیز سے لے کر "شرنی" [ایک علاقے کا نام] تک کی شاہراہ پر ہے۔ اس شاہراہ پر بھی دشمن نے قبضہ صرف اور صرف اپنے رسد کی ترسیل کے لیے جمایا ہوا ہے۔ اور یہ آس پاس کا سارا علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ دشمن کا جنگی مورال بالکل ختم ہوچکا ہے۔ پہلے ہم دیکھتے تھے کہ دشمن مجاہدین کو ختم کرنے کے لیے بہت چھاپے

مارتا اور تلاشیاں لیتا تھا مگر اب اس کی توجہ صرف اور صرف اس بات پر ہے کہ وہ کیسے اپنی حفاظت کرے۔ مجاہدین سے وہ کوئی چھیڑ چاڑ نہیں کرتا۔
توالحمد للہ عام حالات انتہائی خوشی کے قابل تھے۔ مجاہدین کے سامنے کوئی مشکلات نہیں تھیں۔ عوام کا تعاون بھی مجاہدین کے ساتھ تھا۔

سوال: اب حال ہی میں افغانستان کے مختلف علاقوں سے خارجی جارحیت پسند فرار ہونے لگے ہیں۔ صوبہ پکتیا کے بارے میں بتائیں کہ وہاں کتنے علاقوں سے خارجی جارحیت پسند فرار ہوئے ہیں؟

جواب: پکتیا میں بھی بہت سے علاقوں سے امریکی بھاگ گئے ہیں۔ زرمت میں جہاں پہلے ان کے بہت سے کیمپ تھے اب صرف ایک کیمپ باقی ہے باقی سب کیمپ خالی کردیئے ہیں۔ پکتیا کے مشرقی اضلاع میں چمکنی، ڈنڈوپٹان اور جاجی کے علاقوں میں دشمن اب صرف ایک شہرنو کے کیمپ میں دشمن موجود ہے۔ گردیز اور خوست کے درمیان زدرانوں کے پہاڑی علاقوں میں ان کے بہت سے کیمپ تھے وہاں سے بھی فرار ہوگئے ہیں۔
امریکیوں کے فرار کے بعد مختلف علاقوں میں مجاہدین کا قبضہ مضبوط ہے۔ پکتیا کے دو اہم شاہراہیں گردیز تا غزنی اور گردیز تا چمکنی کے راستے دشمن کے لیے مکمل طور پر بند کردیے گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے راستوں پر بھی مجاہدین کا قبضہ مستحکم ہے مجاہدین ان راستوں پر تلاشیاں لیتے ہیں، دشمن کے افراد کی نگرانی اور رسد کی منتقلی کی روک تھام کرتے ہیں۔

سوال: ہر موسم بہار میں دشمن اپنی فوجی طاقت دکھانے کے لیے آپریشن کا ایک سلسلہ شروع کرتا ہے۔ پکتیا میں دشمن کے آپریشن، چاپوں اور فوجی حملوں کی صورتحال اس سال کیا رہی؟

جواب: میں نے پہلے کہا کہ دشمن اپنا ہمت اور حوصلہ ہار چکا ہے۔ دشمن کے فضائی چاپے اور نائٹ آپریشن پہلے مجاہدین کی شہادت کے بڑے اسباب تھے۔ اب یہ سب کچھ بالکل نہیں ہیں۔ دشمن صرف بغیر پائلٹ طیاروں کے ذریعے کوشش کرتا ہے کہ مجاہدین کو نشانہ بنائے مگر چونکہ مجاہدین انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں اس لیے دشمن کے یہ آپریشن ناکام ہوجاتے ہیں۔
فوجی آپریشن کے متعلق اتنا کہوں گا کہ اس سال دشمن کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کرسکا۔ ڈیڑھ ماہ قبل دشمن نے پکتیا ضلع زرمت میں صرف ایک سہ روزہ آپریشن کا اعلان کیا۔ اس آپریشن کے دوران میں اسی علاقے میں تھا۔ سھاکو کے علاقے میں جب دشمن کے ٹینک مجاہدین کے علاقے میں داخل ہوئے تو دوپہر سے شام تک ان پر 7 بڑے بم دھماکے ہوئے۔ جس میں ان کے ٹینک تباہ اور فوجی ہلاک ہوگئے اور انہیں سخت بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ بس انہیں دھماکوں کے ساتھ ان کا آپریشن ایک دم رک گیا اور وہ کوئی پیش رفت نہ کرسکے۔ دشمن آئندہ کچھ دنوں میں بس اتنا کرسکا کہ اس علاقے سے انخلاء کرے اور اپنے تباہ شدہ ٹینکوں کا ملبہ منتقل کرے۔
اسی طرح ضلع وزی زدران کے علاقے سروخیلو میں داخلی فوجیوں کا ارادہ تھا کہ یہاں آپریشن کریں اور ایک کیمپ بنالیں۔ یہ داخلی فوجی اس علاقے میں انتہائی قوت سے آئے تھے مگر جہاں رہنے لگے وہیں محصور ہوکر رہ گئے، اب تک وہیں محصور ہیں اور کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکے ہیں۔

سوال: روزمرہ کی کارروائیوں ور دشمن کے نقصانات کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے، ماضی کی بنسبت ان میں اضافہ ہوا ہے؟ اسی طرح مجاہدین کے نقصانات کے متعلق بھی تھوڑا سا آگاہ کریں۔

جواب: روزمرہ کی کارروائیوں میں تو ماضی کی بنسبت کافی اضافہ ہوا ہے اور دشمن کی حالت انتہائی کمزور ہے۔ یہاں تک کہ دشمن اب زمینی راستے سے کوئی آپریشن نہیں کرسکتا۔ روزمرہ کی کارروائیوں کی سطح تو ماضی کی بنسبت اس سال بڑھ گئی البتہ خارجی دشمن کی ہلاکتوں اور زخمیوں میں کمی آئی ہوگی، اس لیے کہ خارجی جارحیت پسند اکثر انخلاء کرچکے ہیں۔ اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ اپنے کیمپوں میں پڑے ہیں، کیمپ سے باہر آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔
مجاہدین کے نقصانات کے متعلق عرض کرتا چلوں کہ ماضی کی بہ نسبت مجاہدین کے نقصانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لیے کہ پہلے دشمن کی جانب سے جو موٴثر حملے ہوتے تھے اور جس سے مجاہدین کو زیادہ نقصان ہوتا تھا وہ رات کو دشمن کے چاپے تھے۔ امریکیوں کے انخلاء کے ساتھ چاپے بھی ختم ہوگئے ہیں۔

سوال: امریکی جارحیت پسند جو علاقہ خالی کردیتے ہیں تو بڑی حد تک ان کا انحصار اربکیوں یا پولیس پر ہوتا ہے۔ بعض علاقوں سے امریکی اس وقت تک انخلاء نہیں کرتے جب تک وہاں ان مسلح جنگجوؤں کو اپنی جگہ نہ بٹھادیں۔

پکتیا میں بھی انہوں نے ایسا کوئی پروگرام بروئے کار لایا ہے ؟ کیا وہاں بھی اربکیوں کے لشکر ترتیب دیے گئے ہیں ؟

جواب: امریکا نے گذشتہ چند سالوں میں کوشش کی کہ پکتیا میں اربکیوں کے لشکر ترتیب دیں۔ مگر انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ حال میں جب امریکی فرار پر مجبور تھے اور گذشتہ خزاں اور سرما کے موسم میں وہاں مجاہدین کی تعداد کم تھی تب امریکیوں نے بہت کوشش کی کہ اربکی پیدا کر دیں۔ ساری کوششوں کے باوجود پکتیا کے اکثر اضلاع میں انہیں کامیابی نہ ہوئی صرف اور صرف جانی خیل، جاجی اور چمکنی کے اضلاع میں انہوں نے محدود سطح پر اربکی پیدا کیے ہیں۔

مگر ان اربکیوں کی تعداد انتہائی کم تھی۔ جانی خیل میں انہوں نے صرف تین گاؤں میں جو ضلعی مرکز کے اطراف میں واقع ہیں وہاں اربکی پیدا کیے مگر الحمدللہ بہار کا موسم آتے ہی امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد پروگرام کے تحت ان اربکیوں پر محنت کی گئی جس کا نتیجہ بہت مثبت نکلا۔ اب جانی خیل اور جاجی میں وہ اربکی دوبارہ ہتھیار ڈال رہے ہیں۔

جانی خیل میں دو گاؤں کے اربکیوں نے اپنے ہتھیار مجاہدین کے حوالے کر دیے ہیں اور اپنے کیے پر پشیمان ہیں۔ ایک اور گاؤں کے اربکیوں نے بھی رابطہ کیا ہے انشاء اللہ عنقریب وہ بھی مخالفت سے دستبردار ہو جائیں گے۔ جاجی میں بھی درجنوں اربکیوں نے ہتھیار ڈالے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ہر روز کئی ایسے افراد جنہیں امریکیوں نے ہتھیار دے کر مسلح کیا تھا اب اپنا اسلحہ مجاہدین کے حوالے کر رہے ہیں۔ اب صرف پکتیا ضلع چمکنی کے شہر نو کے علاقے میں اربکی موجود ہیں۔ جانی خیل اور جاجی میں اربکیوں کے ہتھیار ڈالنے کے واقعات نے انہیں بھی متاثر کیا ہے۔ اور اللہ تعالی سے امید ہے کہ اس علاقے میں بھی مشکل رفع ہو جائے گی۔

اللہ تعالی کی مدد سے پکتیا میں دشمن پوری طرح ختم ہو گیا ہے اور مجاہدین اس پوزیشن میں ہیں کہ دشمن کا ایک طویل پروگرام صرف دعوت کے ذریعے ناکام کر دیں۔

سوال: عوام سے مجاہدین کے رابطے کے متعلق اگر کوئی معلومات دیں کہ کیا عام لوگ مجاہدین سے محبت رکھتے تھے۔؟

جواب: امارت اسلامیہ کے صرف عسکری شعبے نہیں بلکہ عوامی خدمت اور رفاہ کے لیے عدالتی، تعلیمی اور اصلاحی خدمات بھی فعال طریقے سے جاری ہیں۔ عام لوگ جب حکومتی مظالم اور اس کے مقابلے میں مجاہدین کی صاف شفاف خدمات کو دیکھتے ہیں تو انتہائی خوشی محسوس کرتے ہیں۔

پکتیا میں تعلیمی کارکردگی کے حوالے سے کہوں گا کہ حکومت کے زیر قبضہ علاقوں میں بھی مکاتب قائم ہیں اور مجاہدین کی عملداری والے علاقوں میں بھی۔ مگر مجاہدین کے زیر اقتدار علاقوں میں تعلیمی نظام حکومتی نظام تعلیم سے بدرجہا بہتر ہے۔ کیوں کہ حکومتی علاقوں میں دوسرے اداروں کی طرح شعبہ تعلیم کے کارکن بھی خود سر اور اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ سکول میں استاد یا طالب علم کوئی حاضری دے یا نہ دے سب برابر ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ مگر مجاہدین اپنی مخصوص ذمہ داران کے ذریعے تعلیم کا شعبہ اپنی خصوصی نگرانی میں رکھتے ہیں۔ اساتذہ اور طلبہ کی حاضری کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور شعبہ تعلیم کے تمام قوانین پر عمل درآمد کرایا جاتا ہے۔ اس لیے اب حکومتی اہلکار بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مجاہدین کے علاقے میں تعلیمی نظام بہتر ہے۔

اسی طرح قضاء کے حوالے سے مجاہدین نے ہر ضلع کی سطح پر تشکیلات اور عدالتیں قائم کی ہیں۔ جن کے فیصلوں سے عام لوگ خوش ہیں۔ کیوں کہ اس کے مقابلے میں کرزئی انتظامیہ نے کرپشن میں پوری دینا میں پہلا نمبر حاصل کیا ہے۔ جس پر اب کسی افغان شہری کو اعتماد نہیں رہا۔

سوال: پکتیا کے عوام یا افغانستان کے عوام کے نام کوئی پیغام ہو تو فرمائیں ؟

جواب: اپنے مسلمان عوام کے نام پیغام یہ ہے کہ جس طرح جارحیت کے گذشتہ بارہ سالوں میں آپ نے اپنا ہمت اور حوصلہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا آئندہ بھی اپنا جہادی ارادہ مضبوط رکھیں۔ جس طرح اب تک مجاہد بن کر جیتے رہے اب بھی مجاہد بن کر رہو۔ ہمارے عوام کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ امریکی انتہائی بے رحم اور چالاک دشمن ہیں۔ وہ شکست کھا چکے ہیں۔ وہ ضرور کوشش کریں گے کہ اپنی سازشوں کے ذریعے افغانوں سے اپنا بدلہ لیں، ہمارے عوام ان سازشوں کی جانب متوجہ رہیں اور دشمن کو ہرگز موقع نہ دیں کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے ارمانوں کی تکمیل کر سکیں۔

24,7,2013ء

ڈنمارکیوں کا فرار مبارک ہو!!

حبیب مجاہد

22 جولائی 2013 بروز بدھ ڈنمارک کی جارحیت پسندوں نے ہلمند میں واقع اپنا آخری کیمپ "کیمپ پرائس" بھی بند کر دیا۔ اور باقی بچ جانے والے آخری 250 فوجی اور 90 ٹینک بھی افغانستان سے نکال کر لے گئے۔

کیمپ پرائس بند کر کے ڈنمارک حکومت نے اعلان کیا کہ انہوں نے افغانستان میں اپنی 12 سالہ جنگ ختم کر دی ہے۔ اب اگر کوئی ڈنمارک کا شہری افغانستان میں رہے گا تو وہ جنگی اور عسکری آدمی نہ ہو گا بلکہ عام شہری کارکن ہو گا۔

چند ماہ قبل ڈنمارک حکام نے کہا تھا 2013 کا سال ختم ہوتے ہی افغانستان سے اپنی ساری فوج کا انخلاء کر دیں گے۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اپنی متعین کردہ مدت سے چند ماہ قبل ہی کیوں انہوں نے اپنا آخری کیمپ خالی کر دیا۔

ڈنمارک حکومت کا کہنا ہے کہ کئی عام شہری ہنر مند انہوں نے تعلیم اور دیگر امور کے سلسلے میں افغانستان میں چھوڑے ہیں جو مناسب فرصت کا انتظار کر رہے ہیں۔

ڈنمارک کے ذرائع ابلاغ میں فوجی انخلاء کے ساتھ ہی ایک نئی بحث نے جنم لیا ہے کہ افغانستان میں اس ملک {ڈنمارک} کی مداخلت مناسب اقدام تھا یا نہیں؟ اور کیا اس جنگ کا نتیجہ ان قربانیوں کے قابل ہے جو اس ملک کے فوجیوں نے افغانستان میں دیں؟

ڈنمارک کی اتحادی حکومت میں سب سے بڑی جماعت "سوشل لبرل" کے نمائندہ زینیٹ اسٹیمپ نے اپنی جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا "افغانستان کی جنگ میں شرکت ڈنمارک حکام کی بڑی غلطی تھی، ڈنمارک فوجیوں کے نقصانات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مناسب ہو گا کہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے"۔

افغانستان میں ڈنمارک کے جارحیت پسندوں کی تعداد 750 کے قریب تھی۔ گذشتہ بارہ سالوں میں کل 9500 ڈنمارک کی فوجیوں نے ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر ڈیوٹیاں انجام دیں۔ ڈنمارک حکومت کی جانب سے جاری کیے اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ بارہ سالوں میں 43 فوجی ہلاک اور 211 زخمی ہو گئے ہیں۔ افغانستان کی جنگ میں ڈنمارک نے 15 کروڑ ڈنمارکی کراؤن جن کی قیمت 26.3 کروڑ ڈالر کے برابر ہے کے اخراجات اٹھائے ہیں۔

شاید ڈنمارک حکومت نے اپنی ناکامی اور عام لوگوں کو دھوکہ میں رکھنے کے لیے اتنے کم اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔ ہلمند میں رہنے والے ڈنمارکی فوجیوں کے نقصانات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ہلاکتوں اور زخمیوں کی تعداد مذکورہ تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح جنگی مصارف بھی اس سے کئی گنا زیادہ ہوں گے۔

افغانستان میں ڈنمارک کے فوجی اپنی پہلی جنگ میں اناکونڈا آپریشن کے دوران پکتیا کے ضلع شاہی کوٹ میں امریکا، کینیڈا اور دیگر جارحیت پسندوں کے ساتھ شریک رہے۔ بعد ازاں انہوں نے ہلمند میں بہت سے جنگیں لڑیں۔

ڈنمارکی جانے کیا سوچ کر آئے تھے اور کس غرور میں یہاں آئے تھے؟ اب واپس فرار سے نظر آتا ہے کہ مجاہدین نے ان کا غرور دھو ڈالا ہے۔ ان کے تکبر کا تیز پن پست ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرار ہوتے وقت انہیں اس قدر جلدی ہے کہ مقررہ وقت سے 5 ماہ قبل ہی افغانستان سے نکل رہے ہیں۔

ہمیں نہیں معلوم ڈنمارک کی تاریخ میں اس جارحیت اور ناجائز فوجی تسلط کو کس نظر سے دیکھا جائے گا۔ ڈنمارک کے عوام بجائے اس کے کہ اپنے تھکے ہارے فوجیوں کو ہار پہنائیں، انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی جنگ کو بڑی غلطی قرار دیتے ہیں۔

ڈنمارکیوں کے چھپکے سے فرار نے افغانستان کی تاریخ میں فتح اور فخر کے ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس عوام نے اس سے قبل بھی مشرق و مغرب کے ایک درجن کے قریب متکبروں کو زمین چھاٹنے پر مجبور کر دیا تھا، آج شمالی یورپ کے ایک اور متکبر ملک کو ناکوں چنے چبوائے ہیں جو شاید ان کی آئندہ نسلوں کے لیے عبرت بنے۔

ڈنمارکیوں کے فرار کے موقع پر میں اپنی فاتح عوام اور باایمان مخلص مجاہدین کو مبارک باد دیتا ہوں۔ قابل فخر کارناموں کے ہجوم میں ایک اور بڑی فتح مبارک ہو۔

●●●

مرسی حکومت کا سقوط

کیوں اور کیسے ؟!

ولید افغان

مصر میں قبطی عیسائیوں،اندرونی اور بیرونی سیکولر ،لبرل اورآزاد خیال کہلانے والے عناصر کی جانب سے مصنوعی طور پر پیدا کئے گئے سیاسی بحران کا نتیجہ بالآخر وہی نکلا جس کا خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا، مصر کے سابق ڈکٹیٹر حسنی مبارک کے باقیات ، قبطی عیسائیوں سیکولر ،لبرل ، نام نہاد روشن خیال اور اعتدال پسند سیاستدانوں ،عدلیہ ،بیوروکریسی اور فوج نے متحد ہو کر دہائیوں پر مبنی تاریخ ساز جدوجہد اور بے شمار قربانیوں کے بعد عوام کے ووٹ سے برسر اقتدار آنے والی "الاخوان المسلمون" کی اسلام پسند حکومت کا ایک سال بعد ہی خاتمہ کر دیا۔ ۴ جولائی کو فوج نے مصر کے منتخب صدر ڈاکٹر محمد مرسی کو ان کے عہدے سے برطرف کرنے کا اعلان کیا اور ان کی جگہ ملک کے چیف جسٹس عدلی منصور کو ،جو کہ ایک قبطی عیسائی ہے ملک کا عبوری صدر نامزد کر دیا۔ پھر مغرب کے پسندیدہ ،آزاد خیال ، سیکولر ساستدان ، اپوزیشن لیڈر محمد البرادعی کو عبوری وزیر اعظم نامزد کر دیا گیا تاہم ان کے نام پر اتفاق نہ ہو سکنے کے بعد حازم البیلاوی مصر کے نئے عبوری وزیر اعظم بنے۔

نئے عبوری وزیر اعظم کے طور پر حلف لینے کے بعد اپنی عبوری کابینہ کے لئے اپنے ہم خیال افراد کی تلاش میں کامیاب ہوئے۔ اطلاعات کے مطابق فوج نے صدر مرسی کو پریزیڈنشنل گارڈ کی بیرکس میں قید کر دیا ہے جبکہ حکمران جماعت اور الاخوان المسلمون کے کئی رہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ فوج نے صدر مرسی کے حامی 25 ٹی وی چینلز کو بند کر کے ان کے عملے کو حراست میں لے لیا ہے۔

30جون کو جب التحریر سکوائر میں صدر مرسی کے خلاف بڑا مظاہرہ ہو رہا تھا تو عین اسی وقت قاہرہ نے ایک اور میدان التحریر متعارف کروایا تھا، اور وہ تھا مسجد رابعہ العدویہ [مسجد رابعہ بصریہ] کا میدان ، اس کے چاروں طرف کے وسیع وعریض سڑکیں اور کھلے چوک۔ میدان التحریر سے چند کلومیٹر دور اسی میدان میں چھ ملین سے زائد افراد صدر مرسی کی تائید اور حمایت کے لئے جمع تھے۔ فوج کی جانب سے صدر مرسی کی حکومت کے خاتمہ کا اعلان سنتے ہی یہ لوگ سراپا احتجاج بن گئے۔ مصری فوج اور عدلیہ کے خلاف نعرے لگائے اور صدر مرسی کی رہائی اور منتخب حکومت کی بحالی کا پر زور مطالبہ شروع کیا اور پھر صدر مرسی کی حمایت میں پورے ملک میں عوامی مظاہروں کا آغاز 5 جولائی کو نماز جمعہ کے بعد قاہرہ میں لاکھوں افراد کی ریلی سے ہوا تھا۔ جس کے شرکاء نے فوج کے ہیڈ کوارٹر تک مارچ کیا۔ جب ریلی ریپبلکن گارڈز [مصری فوج] کے ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچی تو فورسز نے مظاہرین پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں ، جس کے نتیجے میں موقع پر ہی مظاہرین میں سے تین جان بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد فوج کی جانب سے مظاہرین پر حملے کا سب سے بدترین واقعہ 8 جولائی کی صبح قاہرہ میں پیش آیا جب فوجیوں نے صدارتی گارڈز کے بیرک ، جہاں مبینہ طور پر صدر مرسی حراست میں رکھا گیا ہے کے سامنے دھرنے پر بیٹھے ہوئے افراد پر وحشیانہ فائرنگ شروع کر دی۔ عینی شاہدین اور ہسپتال ذرائع نے اس واقعہ میں کم از کم 50 افراد کی ہلاکت کی تصدیق کی جبکہ درجنوں زخمیوں کی حالت نازک بتائی جاتی تھی ۔ اس کے بعد "الاخوان المسلمون " اور مصری فوج کے درمیان جھڑپیں قاہرہ اور پھر دیگر شہروں میں بھی شروع ہو گئیں۔ اس دوران سیکولر اور لبرل گروہ بھی میدان میں آگئے اور فوج کے شانہ بہ شانہ الاخوان المسلمون اور صدر مرسی کے حامیوں پر حملے کرنے لگے۔ فوج اور اس کے حامی سیکولر اور لبرل عناصر محمد مرسی کی حمایت میں ہونے والے ان پر امن مظاہروں پر مسلسل گولیاں برسا رہے ہیں ، ان کی شقاوت اور بدبختی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے نماز جمعہ کے موقع پر عین اس عالم میں جب نمازی حالت سجود میں تھے ،ان پر گولیاں چلادیں جس کے نتیجے میں سیکڑوں کی تعداد میں مرد

، خواتین اور بچے شہید ہوگئے۔ جبکہ 15 جولائی کو پیر کی صبح نماز فجر کی ادائی کے دوران فوج کی طرف سے فائرنگ کے نتیجے میں 60 سے زیادہ نمازی شہید ہوگئے۔ لیکن صدر مرسی کی حمایت میں مظاہرہ کرنے والے ان حضرات، خواتین، بچوں اور نوجوانوں کے جذبہ ایمانی اور ہمت کا کمال ملاحظہ ہو کہ وہ اندھا دھند برسنے والی گولیوں کے باوجود ہراساں اور خوفزدہ ہونے کی بجائے ننگے سینوں کے ساتھ فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی طرف بڑھتے چلے گئے اور مسلسل ایک نعرہ لگا رہے ہیں کہ ہمارے منتخب صدر ڈاکٹر محمد مرسی کو بحال کیا جائے اور فوج بارکوں میں واپس چلی جائے

افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ محمد مرسی کی غیر آئینی برطرفی کے نتیجے میں شروع ہونے والا یہ کشمکش صرف یہ نہیں کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا بلکہ دن بہ دن تیز اور سنگین صورت حال اختیار کرتا نظر آرہا ہے۔ اس کا مظاہرہ آج پورے مصر کے تمام شہروں قاہرہ، سکندریہ، اسماعلیہ، پورٹ سعید، اور اسوان وغیرہ کے علاوہ مصر کے تمام قصبوں اور دیہات میں بھی پوری شدت کے ساتھ جاری ہے۔

مصر میں 15 جنوری 2011 کو سابق ڈکٹیٹر کے خلاف شروع ہونے والی عوامی تحریک کے نتیجے میں فروری 2011 میں فوج نے عوامی دباؤ پر بالآخر 2011 میں حسنی مبارک کو ایوان اقتدار سے نکال باہر کیا تھا، مصر میں بلا توقف 60 سالہ مسلط شدہ آمریت کے خاتمے کے بعد انتخابی شیڈول کے مطابق 15 جون 2012 کے صدارتی انتخابات میں کامیاب ہونے والے ڈاکٹر محمد مرسی نے 30 جون 2012 کو مصر کی تاریخ میں پہلے سویلین منتخب صدر کے طور پر حلف اٹھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ کروڑوں افراد کے ووٹ سے منتخب ہونے والے صدر محمد مرسی کا تعلق الاخوان المسلمون نامی اسی جماعت سے تھا جسے کچلنے کے لئے مصر میں نصف صدی سے زائد عرصے تک بدترین مظالم کی تاریخ رقم کی گئی تھی۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس منصب کے لئے دھیما مزاج رکھنے والے "محمد مرسی" اخوان کے اصل صدارتی امیدوار نہ تھے۔ اصل صدارتی امیدوار دبنگ شخصیت رکھنے والے اخوان کے نائب مرشد عام خیرت الشاطر تھے لیکن عبوری فوجی حکومت نے ان کے کاغذات مسترد کروادیے اور متبادل امیدوار محمد مرسی اصل امیدوار بن گئے۔

مشکل انتخابی معرکے میں ایک طرف حسنی مبارک کا آخری وزیر اعظم اور سابق وزیر ہوا بازی جنرل احمد شفیق، ڈکٹیٹر کی تمام باقیات، ساری لبرل اور سیکولر اسلام مخالف قوتیں اور اندرونی وبیرون سے آنے والی دولت کے انبار تھے۔ جبکہ دوسری طرف اخوان اور دیگر تمام اسلامی قوتوں کے علاوہ 25 جنوری 2011 کو حسنی مبارک کے خلاف تحریک شروع کرنے والے نوجوان تھے۔ اگلی صبح صدارتی انتخابات کے لئے ووٹنگ ہونے جا رہی تھی کہ شام ساڑھے چھ بجے دستوری عدالت کے ذریعے نومنتخب قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ چند ہفتے قبل منتخب ہونے والی اس پہلی جمہوری اسمبلی میں دو تہائی سے زائد ارکان اخوان اور دیگر دینی جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ صدارتی انتخابات سے چند گھنٹے قبل اسے تحلیل کرکے یہ پیغام دیا گیا تھا کہ ملک کے حقیقی حکمران یا بزعم خود، ملک کے مالک بنی بیٹھی قوتیں اخوان کے امیدوار کو کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔ اس سفاکانہ چال چلنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ طویل دورانیہ پر مشتمل، کئی امیدواروں کے مابین سخت مقابلے اور بیش بہا سرمایہ خرچ ہونے کے بعد منتخب ہونے والی پہلی اسمبلی کو تحلیل کیا جائے گا تو عوام مشتعل ہوکر سڑکوں پر نکل آئیں گے اور یوں صدارتی انتخابات ملتوی کر دینے کا بہانہ مل جائے گا۔ لیکن اخوان نے کامل صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے عوام کو اپنی پوری توجہ صدارتی انتخابات پر مرکوز رکھنے کی اپیل کی۔

صدارتی انتخابات کا معرکہ سر ہونے اور محمد مرسی کی کامیابی کے بعد بھی روز اول ہی سے منتخب صدر کو اپنے سامنے جھکانے اور دیوار سے لگانے کی کوشش کا آغاز ہوا۔ دستور کے مطابق صدر کو قومی اسمبلی کے سامنے حلف اٹھانا تھا۔ جبکہ دستوری عدالت کے ذریعے اسے چند روز قبل تحلیل کر دیا گیا تھا۔ قانون دانوں نے رائے دی کہ چونکہ ایوان بالا اپنی جگہ موجود ہے، اسمبلی نہ ہونے کی صورت میں صدر اس کے سامنے حلف اٹھالے یا پھر سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ان سے حلف لے لیں۔ لیکن اصرار کیا گیا کہ نہیں، جس دستوری عدالت نے چند روز قبل اسمبلی تحلیل کی تھی صدر اسی کے سامنے حلف اٹھائے۔

صدر محمد مرسی، اخوان اور دیگر دینی جماعتوں نے پھر لچک کا مظاہرہ کیا، تصادم سے اجتناب کرتے ہوئے اسمبلی کے انہی قاتل ججز کے سامنے کھڑے ہو کر محمد مرسی نے حلف اٹھالیا۔ اگرچہ اس سے پہلے انہوں نے میدان التحریر میں جمع لاکھوں عوام کے سامنے جا کر بھی حلف پڑھا اور کہا کہ اصل ایوان پارلیمنٹ عوام ہیں۔

یہ تو تھا ایوان صدر میں ان کا پہلا دن۔ اس کے بعد پورا سال ان

کے سامنے بحران در بحران کھڑے کئے جاتے رہے۔اس لئے کہ تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہم ملک مصر میں اسلام پسندوں کی کامیابی ، موروثی ، شخصی اور آمرانہ طرز حکومت کا خاتمہ اور اس کی بجائے اسلام پسند، عوام دوست ، عوامی مفادات کی ترجمان ، پاسبان اور نگہبان طرز حکومت نہ تو امریکہ، اسرائیل اور دیگر مغربی حکومتیں چاہتی تھیں اور نہ ہی مصر میں حسنی مبارک کی باقیات اور دیگر سیکولر جماعتیں ۔ اسی لئے تو استعمار اور استعماری طاقتوں کے حمایت یافتہ مقامی لیڈروں نے محمد مرسی کو ایک لمحے کے لئے بھی سکون کا سانس نہیں لینے دیا۔قدم قدم پر مرسی اور ان کے رفقاء کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے۔ان کی راہیں مسدود کرنے کی مقدور بھر کوششیں کی گئیں اور 30جون 2013تک پہنچتے پہنچتے اس ایک سال میں درجنوں ایسے مواقع آئے کہ پورے ملک کا امن وامان خراب کرنے کی خاطر بڑے اقدامات کئے گئے۔

غیر جانبدار مصری ذرائع کے اعداد و شمار کے مطابق اس ایک سال میں حسنی مبارک کے ٹولے اور دیگر سیکولر دھڑوں سے مرکب اتحاد نے صدر مرسی کے خلاف 50 مہمات چلائے ۔5782 مظاہرے اور ہنگامے کئے ، 24 ملین مارچ نکالے اور مختلف ٹریڈ یونٹس کے ذریعے 7709 احتجاجی ریلیاں اور ہڑتالیں کروائی گئیں۔

محمد مرسی کے صدر بنے چند ہی روز گزرے تھے کہ غزہ کے سرحد پر بیٹھے مصری فوجیوں پر عین افطار کے وقت نامعلوم افراد نے حملہ کیا اور چودہ فوجی قتل کر دیئے پھر چند منٹ کے اندر اندر اسرائیلی جہازوں نے حملہ آوروں پر میزائل فائر کرکے واردات کے تمام نشانات مٹادیئے ۔ساتھ ہی ملک میں مخالفین نے یہ طوفان مچایا کہ فوج بھی محفوظ نہیں رہی ، مرسی نااہل ہیں ۔صدر مرسی نے دارالحکومت قاہرہ سے سینکڑوں کلومیٹر دور اس پورے علاقے میں فوجی آپریشن کا حکم دیا۔ تین روز میں چھ مرتبہ خود ان کارروائیوں کا جائزہ لینے گئے اور پورے علاقے کو آئندہ بدامنی کے کسی بھی واقعہ سے محفوظ کرنے کی بنیاد رکھی ۔اسی موقع پر انہوں نے مدت ملازمت میں کی گئی بارہا خود ہی توسیع کر لینے والے جرنیلوں کو فارغ کرتے ہوئے ان کے بعد آنے والے چاق وچوبند فوجی افسروں کو ترقی دی۔ جنرل عبدالفتاح السیسی کو آرمی چیف بنایا اور فوج کو نئی قیادت کے زیر انتظام اپنے محاذ پر فعال کیا۔صدر مرسی نے جب جون 2012 کو صدارتی محل میں قدم رکھا تو مصری معیشت کی حالت انتہائی دگرگوں تھی ۔صدر حسنی مبارک نے زراعت ، بیرون ممالک سے ترسیلات زر، امریکی امداد اور سیاحت کے ستونوں پر ملکی معیشت کو کھڑا کر رکھا تھا۔ برسر روزگار مصریوں میں سے 30 فیصد کا رزق سیاحت سے ہی وابستہ تھا۔اس مد کا حصہ مجموعی قومی پیداوار میں 12 فیصد تھا۔

2011 کا انقلاب ،بعد از انقلاب ،فوجی کونسل کے خلاف بڑے بڑے مظاہروں کا طویل سلسلہ، مخدوش تر ہوتی امن عامہ کی صورت حال ،اس پر مستزاد دوسرے عرب ممالک میں اٹھتی ہوئی شورش کی لہروں کے باعث سیاحوں نے مصر کا رخ کرنا چھوڑ دیا، لامحالہ اس میں بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہونے لگا،ظاہر ہے اس میں محمد مرسی کا کوئی قصور نہیں تھا۔

صدر اور وزیر اعظم ہشام قندیل دونوں انجینئرنگ کے شعبہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے جدید معاشی تقاضوں کماحقہ واقف نہیں تھے اور دوسری طرف دنیا کے گلوبل معاشی نظام سے ہم آہنگی پیدا کرنے کی صلاحیت بھی ان میں کم تھی ۔اس کے ساتھ محمد مرسی کا سیاسی پس منظر دانشورانہ دیوالیہ پن کا شکار اخوان المسلمون جیسے جماعت تھی۔ وہ معیشت کے تن مردہ میں نئی جان ڈال دینے والے وژن سے زیادہ واقف نہیں تھے۔ محمد مرسی اپنے ارد گرد مضبوط معاشی ٹیم بنانے میں بھی کامیاب نہیں ہوئے ، نتیجہ یہ نکلا کہ صدر اور اس کی کابینہ بعد از انقلاب مصر کے لئے ایسے معاشی منصوبہ بنانے میں کامیابی حاصل نہ کرسکے جس کا بے صبر اور بھوکے لوگ شدید انتظار میں تھے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مصر کی آبادی میں نوجوانوں کا تناسب بڑھ رہا ہے ۔18 سے 29 سال کی عمر کے مرد وزن مجموعی آبادی کا25 فیصد اور 12 سے 35 سال کے لوگ مجموعی آبادی کا تقریبا نصف ہیں۔اس نوجوان آبادی کا بہت بڑا حصہ تعلیم یافتہ اور شہری حقوق سے واقف ہے۔ نتیجتاً یہ لوگ اپنے حقوق اور حکمرانوں کے فرائض کے بارے میں دوسروں سے زیادہ آگاہی رکھتے ہیں ۔2011کے انقلاب نے مصری عوام کے توقعات کو غیر معمولی طور پر بلند درجے پر پہنچا دیا تھا۔ وہ روزگار چاہتے تھے ،انہیں عزت چاہئے تھی، وہ انصاف کے طلب گار تھے اور وہ سیاسی عمل کا حصہ بننا چاہتے تھے۔لوگوں نے تیس سالہ آمریت کے مہیب جبڑوں سے رہائی پائی تھی اب وہ پلک جھپکتے ہی اپنی خواہش پوری ہوتی دیکھنا چاہتے تھے جو کہ تقریبا ایک ہی سال میں ناممکن تھا۔ بہر حال مصر کے نوجوان کم ہی

وقت میں صدر مرسی سے تبدیلی کے خواہش مند تھے لیکن انہوں نے صدر مرسی کے خلاف نکلنے کا کوئی اقدام نہیں کیا تھا کہ ادھر صدارتی انتخابات میں ہارنے والے تینوں امیدواروں احمد شفیق ، عمرو موسیٰ ، محمد البرادعی اور حسنی مبارک کی باقیات سے تشکیل شدہ اتحاد نے عالمی میڈیا کے ذریعے یہ شور مچانا شروع کیا کہ محمد مرسی کی حکومت تبدیلی لانے میں ناکام رہی اور وہ عوام کی امیدوں پر پوری نہیں اتری، لہٰذا اسے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

مصر جو گزشتہ چھ دہائیوں سے کرپٹ حکمرانوں اور جابر آمروں کے نرغے میں رہا تھا ہر لحاظ سے اس تباہ حال ملک کو بچانے کے لئے ایک سال تو کیا دس پر امن سال بھی ناکافی تھے کجا یہ کہ ایک سال جس میں پہلے دن سے آخر تک حکومت کے خلاف سازشوں اور مار دھاڑ کا بازار گرم رکھا جائے اور پھر ناکام ہو جانے کا طعنہ دے کر مستعفی ہو جانے کا مطالبہ کیا جائے ، یہ بڑی ہی بے انصافی کی بات ہے ۔ پھر بات اس نامعقول اور غیر قانونی مطالبے پر ختم نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے بہت جلد ہی یہ مطالبہ پر تشدد مظاہروں میں تبدیل کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بات گھیراؤ جلاؤ اور قتل وغارت تک جا پہنچی۔

مصری فوج کے سربراہ عبدالفتاح السیسی نے فسادات کو فرو کرنے کی بجائے اسے بہانہ بنا کر پہلے تو فریقین کو باہم مصالحت کرنے کی ہدایت کی جس سے اپنی غیر جانبداری کی نمائش مقصود تھی اس کے بعد صدر مرسی کو الٹی میٹم دیا کہ اگر وہ 48 گھنٹوں بلوائیوں سے مفاہمت نہیں کر لیتے تو فوج مداخلت کرتے ہوئے ریاست پر اپنا وضع کردہ لائحہ عمل نافذ کر دے گی۔

48 گھنٹے پورا ہوتے ہی وہی ہوا جس کا خدشہ تھا ۔ مصری فوج نے منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا، فوج کے اس اقدام سے اس شبہ کو تقویت ملی کہ فوج درپردہ بلوائیوں کو ابھار کر ریاست میں انارکی اور لاقانونیت برپا کرنا چاہتی تھی تاکہ وہ اپنا کھویا ہوا 60 سالہ اقتدار دوبارہ حاصل کر لے۔

اقوام متحدہ، امریکا، یورپی یونین اور تمام عالمی برادری کے رویہ پر بھی بڑا تعجب ہوتا ہے کہ جب کسی مسلمان ملک میں ان کے خود ساختہ جمہوریت کے وضع کردہ اصولوں کی مخالفت ہوتی ہے تو یہ سخت ناراض ہو کر واویلا مچاتے ہیں اور اس ملک کے خلاف بڑے سے بڑے اقدام سے بھی باز نہیں آتے لیکن جب مصر جیسے اسلامی ملک میں فوج کی جانب سے انہیں کی جانب سے متعین کردہ جمہوری طریقوں سے منتخب حکومت کا تختہ الٹ جاتا ہے تو یہ عالمی طاقتیں صرف یہ نہیں کہ چپ سادھ لیتی ہیں بلکہ درپردہ فوجی اقدام کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہیں یہ کیوں اس لئے کہ مرسی کی حکومت اسلام پسند تھی، مسلم یکجہتی چاہتی تھی، مرسی نے اس مصر میں پہلی بار دستور وآئین نافذ کیا جس مصر میں نصف صدی سے زائد عرصے تک کوئی آئین نہیں تھی بس ڈکٹیٹر کی مرضی کو آئین کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مرسی نے منتخب ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی کے لئے برسرپیکار مجاہدین کی کھلی حمایت اور تائید کا اعلان کیا۔اور غزہ جو پچھلے کئی برس سے اسرائیلی حکومت اور مصری ڈکٹیٹر حسنی مبارک کے درمیان گٹھ جوڑ کی وجہ سے سخت اقتصادی حصار کی حالت میں تھا اس اقتصادی حصار سے نجات دلانے کے لئے رفح کا وہ بائی پاس کھولنے کا حکم دیا جو فلسطینی عوام کا رفح سے نکلنے کا واحد ذریعہ تھا۔

فلسطینی عوام کا مصر آنے جانے پر ویزا کی پابندی ختم کر دی، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ فلسطین کی دو بڑی تنظیموں حماس اور الفتح کے درمیان برسوں سے پائے جانے والے اختلافات کو ختم کر کے ان میں اتحاد ویگانگت کی فضاء قائم کی، امر واقعہ یہ ہے کہ موجودہ مسلمان حکمرانوں میں سے یہ کسی مسلمان حکمران کی طرف سے قبلہ اول کو آزاد کرنے کی پہلی سنجیدہ کوشش تھی ۔جس کا فلسطینی قائدین کی طرف سے بھرپور خیر مقدم کیا گیا اور جس نے ڈاکٹر محمد مرسی کو فلسطینی مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا بنا دیا لیکن ڈاکٹر مرسی کے اس اقدام نے اسرائیل اور اس کے سرپرست امریکہ کو ڈاکٹر مرسی اور اس کی حکومت کا بدترین دشمن بنا دیا۔اور انہوں نے مصر میں اپنے آلہ کار ایجنٹوں کے ذریعے مرسی کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں مرسی کی حکومت کا تختہ الٹ کر مصر میں بھی طویل المدت اور نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی شروع ہونے اور شام جیسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔آج 28 جولائی کو جب یہ آخری سطور لکھے جا رہے ہیں فوج کی جانب سے قاہرہ میں مرسی کے حامیوں پر فائرنگ سے 120 افراد جاں بحق اور 1500 زخمی ہو گئے ہیں اور اللہ جانے یہ سلسلہ کب تک جاری رہے۔

❖ ❖ ❖

خواجہ رواش کے فدائیوں کا عجیب واقعہ

(بت شکن)

پہلے ہم نے اپنی مورچہ بندی کے لیے خواجہ رواش ائیر پورٹ کے شمال میں دو نئی زیر تعمیر عمارتوں کا انتخاب کیا، مگر اس علاقے کے لوگوں نے جو غالباً کٹھ پتلی حکومت اور شمالی جنگجو کمانڈروں کے حامی تھے انہوں نے ہماری بات نہیں مانی۔ پھر ہم نے اللہ تعالی پر توکل کرتے ہوئے ایک اور نئی زیر تعمیر عمارت کا انتخاب کیا۔ دو ہفتے پے درپے ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں ہم نے اس علاقے کا خوب مشاہدہ کیا، اپنے ساتھ فدائی مجاہدین کو بھی خوب گھمایا تاکہ اس علاقے سے خوب واقف ہو جائیں، اور حملے کے وقت انہیں کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔ منصوبے کو آخری شکل دی گئی اور اگلے روز صبح چار بجے فدائی حملے کا وقت متعین کیا گیا تاکہ رات کی تاریکی ہی میں فدائی مجاہدین کو ائیر پورٹ کے کناروں میں پہنچایا جاسکے۔ اپنے مرکز سے ہم بارود سے بھرے ایک مزداٹرک اور ایک کرولا کار........... جس میں فدائی مجاہدین خارجی فوجیوں کی وردی میں ملبوس بیٹھے ہوئے تھے........ کے ساتھ اپنے ہدف کی جانب روانہ ہوئے۔ ہم نے انتہائی خیر خیریت اور عافیت کے ساتھ تمام سیکیورٹی بیریئرز اور رکاوٹیں عبور کرلیں۔ ہم جب ائیر پورٹ کے قریب پہنچے تو قسمت دیکھیے کہ مزدا ٹرک خراب ہوگیا، ہم نے جتنی کوشش کی ٹرک نے آگے جانے سے بالکل ہی انکار کر دیا۔ حیران و پریشان رہ گئے۔ اب دن کی روشنی پھیلنے لگی تھی اور بڑی سڑک پر ہماری بارود سے بھری گاڑی خراب کھڑی تھی۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے سورج کی روشنی پھوٹنے کے ساتھ ہی ہماری گاڑی ٹھیک ہوگئی اور ہم پھر تھکے ہارے مایوس اپنے مرکز پہنچ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ قریبی گھر کے ایک بچے کے ہاتھ میں 62 گن کی سوئی ہے اور اس نے لاکر ہمیں دے دی۔

ہم نے فدائی مجاہدین کے لیے جو دو 62 مشین گن تیار کیے تھے۔ رات کو ہم نے انہیں تیل لگا کر خوب صاف کیا تھا ان دونوں کی سوئیاں صبح چلنے سے پہلے گر گئی تھیں۔ تب سمجھ میں آیا کہ مزداٹرک کی خرابی فدائی مجاہدین کی کرامت کا ایک نمونہ تھا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے اگلی رات اسلحے کی پوری مرمت کرلی۔ اگر ایسے ہی فدائی مجاہدین بغیر سوئیوں کے 62 گن لے کر مورچہ بند ہو جاتے تو یہ حملہ ضرور ناکام ہوتا۔ مگر اللہ تعالی نے ہماری مدد فرمائی اور ہم پورے اطمینان سے اگلے دن حملے کے لیے تیار ہو گئے۔ قاری گل محمد صاحب جو خواجہ رواش حملے کے منتظم اور انتہائی فعال مجاہد ہیں انہوں نے کہا کہ ہر دن کے گزرنے کے ساتھ ہمارا کام اور بھی آسان ہو رہا تھا۔ اللہ تعالی جل جلالہ ہمارے لیے راہ ہموار کرتے رہے۔ جو سختیاں آج ہم دیکھتے اگلے دن ان میں سے کچھ بھی نظر نہ آتا۔

حملے کے دن تازہ دم ہو کر نئے حوصلے کے ساتھ ہم نے فدائی مجاہدین کو میدان کے کنارے پر پہنچایا۔ قاری گل محمد صاحب نے جن کے ساتھ امیر صاحب بھی تھے ایک فدائی کا عجیب خواب بیان کیا۔ اس حملے سے قبل علی اکبر نامی ایک فدائی نے استخارے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ اگلے دن حملے میں ان کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ اس خواب نے فدائی مجاہدین کے شوق شہادت میں اور بھی اضافہ کر دیا اور متوقع فتح اور کامیابی کی امیدیں اور بھی مضبوط ہو گئیں۔ رات ایک عجیب کیفیت میں گذری۔ اگلے روز اسی مزداٹرک اور کرولا ماڈل گاڑی میں فدائی اور ان کے اسلحے اور منوں بارود لے کر ہم ہدف کی جانب روانہ ہو گئے۔ اب کی بار انتہائی آسانی سے زیر تعمیر بلڈنگوں تک پہنچ گئے۔ تین فدائی ایک اور تین فدائی دوسری بلڈنگ میں پہنچ گئے۔ ان کی رہنمائی میرے ذمے تھی۔ ترتیب دیے گئے پلان کے برخلاف میں بھی عمارت تک ان کے ساتھ گیا۔ منصوبے کے بارے میں انہیں پھر تفصیلی طور پر بتانے کے بعد میں آس پاس کی بلڈنگوں میں کہیں چڑھ گیا۔ یہ 10 جون 2013 منگل کا دن تھا۔ منصوبے کے مطابق فدائی مجاہدین نے صبح چار بجے حملے کا آغاز کیا۔ دوپہر 10 بجے تک ساڑھے پانچ گھنٹے تک صلیبیوں سے یہ جنگ جاری رہی۔ پلان کے مطابق پہلے ہوائی اڈے کے شمال میں دو ٹاور تباہ کیے گئے جن سے ہوائی اڈے کی سیکیورٹی سنبھالی جاتی تھی۔ پھر ائیر پورٹ کے شمالی حصے میں کھڑے طیاروں پر حملہ کیا۔ تمام فدائیوں نے انتہائی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ صلیبی دشمن پر آگ برسائے رکھا۔ جنگ کے آخر تک رسد فراہم کرنے والے 15 طیارے، 2 بکتر بند گاڑیاں، 6 بغیر پائلٹ کے طیارے جنہیں ایک ترپال کے نیچے رکھا گیا تھا، 10 چینوک ہیلی کاپٹر، 4 سیکیورٹی چیک پوسٹ اور تیل کے بڑے بڑے ذخائر تباہ ہو گئے۔ جنگ کے دوران مجاہدین دشمن کے نقصانات کی لمحہ بہ لمحہ خبریں پہنچاتے رہے۔ حملے کے آخر میں سارے کے سارے فدائی مجاہدین شہید ہو گئے اور ہمارے لیے بس ان کی خوشگوار یادیں ہی میراث میں رہ گئیں۔

ان کی روح آباد اور یادیں تاحیات رہیں۔

مولوی عبدالبصیر (ہمت) شہید کی سوانح عمری

تحریر: عبدالرؤف حکمت

مولوی عبدالبصیر ہمت مرحوم لعل محمد کے ہاں خٹاوی شیخان میں پیدا ہوئے ۔ دینار خیل قبیلے سے تعلق تھا، جو آج کل گردیز شہر کے قریب آباد ہے، انہوں نے ابتدائی تعلیم سوویت یونین کی یلغار کے دوران ہجرت کے وقت زرگری میں مولوی محمد ابراہیم میدانی سے حاصل کرنا شروع کی پھر مزید تحصیل علم کے لئے میرانشاہ کے ماچسوکیمپ میں مدرسہ نورالمدارس میں داخلہ لیا۔

وہ بلند حوصلے، پختہ عزم اوراچھی تدبیر کے مالک تھے ساتھیوں نے انہیں نظامی[عسکری]کالقب دیاتھا، اوراسی لقب سے مشہور تھے، وہ کم عمری ہی میں عسکری مہارت کی بدولت نظامی بنے اور پھر عسکری تجربوں پر خوب دسترس حاصل کرنے کے بعد "ہمت" کے نام سے شہرت پاگئے۔ انہوں نے حسامی اور شرح جامی تک کتابیں یہی پڑھ کر مدرسہ منبع العلوم میرانشاہ چلے گئے

بعدازاں پشاور کے باڑی بازار میں مولوی نصراللہ منصور شہید کے مدرسے میں دینی، عسکری اور سیاسی علوم کے حصول کا آغاز کیا، مولوی نصراللہ شہید کامدرسہ تعلیمی لحاظ سے معیاری، جہاد اور علم کا سرچشمہ شمار کیاجاتا تھا، جس کے اساتذہ قابل اور محنتی تھے، مدرسے میں دینی، عصری اور عسکری علوم کامناسب انتظام تھا، عسکری اور سیاسی علوم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، انگریزی زبان ، جغرافیہ ، سائنس، عقائد، سیاست، شورائیت اور عسکری شعبوں کی تعلیم خود مولوی منصور دیتے تھے، ہر طالب علم کے ساتھ وہ خوش طبعی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے، وہ طلبہ کے ساتھ بہت محنت کرتے تھے ان کی کوشش ہوتی تھی کہ تمام طلبہ ہر شعبہ میں کامیاب اور ماہر ہوں، مستقبل کے یہ معماران محب وطن اور دین اسلام کے سچے پیروکار اور خادم بن کر یہاں سے نکلیں۔

محترم ہمت جواعلی استعداد کے مالک اوراچھے اخلاق کے حامل تھے، ساتھیوں میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، اساتذہ بھی ان کے گرویدہ تھے اوران سے محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی منصور کے ساتھ ان کے امتیازی تعلقات قائم تھے، طالبان کے دوراقتدار کے دوران معاشی مسائل کے باعث وہ کویت چلے گئے، جب صلیبی قوتوں نے افغانستان پر فوج کشی کی، بموں کی بارشیں کیں، انسانیت سوز مظالم کا آغاز کیا، تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مولوی ہمت نے کویت سے ٹیلی فون پر بتایا:

حق تعالی کا امتحان متوجہ ہے، تلوار اور جہاد کا میدان گرم ہے، اپنے لہو سے میدان کارزار گرم کریں گے، وقت کے فرعون کے خلاف صرف توکل علی اللہ اور خلوص نیت کی بدولت جہاد کریں گے، اگرچہ صورتحال انتہائی گھمبیر ہے بڑا مشکل وقت آیاہے، اللہ تعالی کے علاوہ طالب کا کوئی محفوظ ٹھکانہ نہیں ہے، میں نے تیاری مکمل کرلی ہے عنقریب وطن پہنچ کر فرعونی قوتوں کے خلاف لڑوں گا، ایک مسلم ریاست میں صلیبی قوتوں کو چین سے رہنے نہیں دوں گا۔

موصوف کے قول وفعل میں تضاد نہیں تھا اس لئے وہ فوراوطن پہنچ گئے، اپنا اہل، مال اور عیال کو اللہ کے سپرد کیا، اور دشمن کے خلاف اتنی تندی سے لڑے کہ دشمن پر عرصہ حیات تنگ کردیا، ان سے آرام چھین لیا، جب دشمن کے فوجی اہلکار اپنے اڈوں سے نکل کر شہری علاقوں کی طرف آتے تھے تووہ بچوں سے پوچھتے تھے کہ ہمت یہاں موجود ہیں یانہیں؟ اپنی تحفظ کے لئے وہ بچوں کا سہارا لیتے تھے۔

وہ گردیز اور زرمت کی شاہراہ پر چوبیس گھنٹے بیٹھے رہتے۔ علاقے کے لوگوں کا کہناہے کہ انہوں نے سیکڑوں امریکی ٹینک تباہ کرکے ان کاغرور خاک میں ملادیاہے، صلیبی اہلکار کبھی بھی ضلع زرمت جاتے ہوئے نقصان سے نہیں بچے، شاہی کوٹ کی مشہور جنگ میں بہادر کمانڈر ملاسیف الرحمن منصور کی شہادت کے بعد وہ ان کے جانشین مقرر ہوئے، دشمن ان سے

اتنا خوف زدہ تھا کہ وہ انہیں ملا منصور شہید کا بھائی سمجھتا تھا، اور کبھی کبھار وہ یہ شک بھی کرتے تھے کہ ملا منصور اب بھی زندہ ہیں جو ہم پر اتنے شدید حملے کر رہے ہیں۔

ان کی جنگی مہارت اور اچھی تدبیر کی بدولت بارہ برسوں سے دشمن تمام جدید آلات اور ٹیکنالوجی کے ساز سامان کے باوجود ان کا سراغ نہ لگا سکا جس پر امریکہ کے جاسوسی شعبے نے بھی حیرت کا اظہار کیا۔

اب آتا ہوں موصوف کے تقویٰ، شجاعت، علم اور دانائی کے چند نمایاں خصوصیات کی طرف۔

دانائی: موصوف کو اللہ تعالی نے دانائی اور اعلی استعداد سے نوازا تھا، قوی حافظہ اور فصاحت کا کمال عطا کیا تھا، وہ کم عمری میں بڑی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے، اساتذہ اسباق پڑھاتے تھے اور اس کے بعد طلبہ آپس میں تکرار کرتے تھے، مولوی ہمت اساتذہ کی ایسی نقل کرتے تھے کہ جیسا استاد پڑھا رہے ہیں، استاد کی ہر بات اور دلیل اسی طریقے سے بیان کرتے تھے جس طرح استاد نے بیان کیا تھا، ایک بات یاد آئی ایک دن ہم نے بدلیع المیزان کا سبق استاد سے پڑھا جب ہم سبق سے فارغ ہوئے تو وہ ہنس پڑے، میں نے ان سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو بتایا کہ میں استاد کے دائیں طرف بالکل قریب بیٹھا تھا، اگر استاد کو پتہ چلتا تو مجھے ڈانٹ پلاتے، میں اس بات پر حیران ہوں کہ انہوں نے اس دن مطالعہ بھی نہیں کیا تھا پھر بھی سبق کی تشریح ایسی کی کہ سارے ساتھی خوش اور مطمئن رہے۔

اچھے اخلاق:

عجز وانکساری ان کا امتیازی وصف تھا، صابر انسان تھا، لڑائی اور جھگڑوں سے دور رہتے تھے، شیریں بیان تھے، بات کرتے تو آہستہ بولتے تھے، ساتھیوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے، سارے ساتھی ان کے اچھے اخلاق، دانائی اور نیک سلوک کے معترف تھے، ساتھی بھی نیک برتاؤ کی وجہ سے ان سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

تقویٰ: وہ ہر محفل میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، مسلح جہاد میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ تقریر اور نصیحت کے ذریعے بھی لوگوں کو جہاد کی جانب راغب کرتے تھے، ان سے ایک بڑا حلقہ متاثر تھا، وہ علاقے میں کافی اثر ورسوخ رکھتے تھے، حتی کہ وہ علماء جو جہاد کے موضوع پر نہیں بولتے تھے، کھری کھری باتیں سنا کر انہیں اپنی ذمہ داری کی یاد دہانی کراتے، سچ تو یہ ہے کہ وہ "**لایخافون فی اللّٰہ لومۃ لائم**" عملی تصویر تھے۔

ان کا تعلق ایک دیندار اور مجاہد گھرانے سے تھا، سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دوران ان کے خاندان کے تمام افراد نے قربانی دی تھی، ان کی شہادت سے ڈیڑھ ماہ قبل ان کا بھتیجا عبدالحق تکل صلیبی فوجیوں سے لڑتے ہوئے شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے، بالآخر انہوں نے بھی اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا، 1434 ہجری قمری سال کے ماہ صیام کے چوتھے روز بمطابق 1392 ہجری شمسی سال کے ماہ چنگاش کی چودہ تاریخ کو جمعے کی شام افطاری کے بعد قابض دشمن کے ڈرون حملے اور بمباری میں جام شہادت نوش کر کے شہداء کے کاروان کے ابدی راہی بن گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالی انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ (اپنے والد) حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا: آپ اسے مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو عطا فرمادیں تو آپ فرماتے: "اسے لے لو، جب تمہارے پاس کوئی مال اس طرح آئے کہ تمہیں اس کی حرص و طمع بھی نہ ہو اور تم نے اسے مانگا بھی نہ ہو تو اسے لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو پھر اگر تم چاہو تو اسے کھالو اور اگر چاہو تو اسے صدقہ کر دو اور جو اس طرح نہ ملے تو پھر اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ (یعنی خود سوال وغیرہ نہ کرو)۔" حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے اور اگر انہیں کوئی چیز دی جاتی تو اسے لینے سے انکار بھی نہیں کرتے تھے۔

(متفق علیہ)

توثیق الحدیث:

أخرجہ البخاری (3373۔ فتح)، ومسلم (1045)

مولانا زاہد راشدی صاحب

افغان طالبان کا مؤقف جاننے کا ایک ذریعہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغان طالبان اور امریکہ کا مجوزہ مذاکرات اس وقت تعطل کی حالت میں ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ باہمی اعتماد کی فضا قائم کرنے میں ابھی وقت لگے گا وزیر اعظم پاکستان کے مشیر برائے امور خارجہ جناب سرتاج عزیز کا کہنا ہے کہ یہ تعطل عارضی ہے اوران مذاکرات میں پاکستان کا کردار صرف اتنا ہے کہ وہ مذکرات کی راہ ہموار کرنے کیلئے صرف سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کررہا ہے۔اپنے حالیہ دورہ کابل کے دوران انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان افغان حکومت اور طالبان کے درمیان مذکرات بحال کرنے میں مدد دے گا۔

ہم اس سے قبل اسی کالم میں عرض کرچکے ہیں کہ اس قسم کے بہت سے مراحل آئیں گے لیکن چونکہ یہ مذاکرات دونوں فریقوں کی ضرورت ہیں اس لئے بالآخر مذاکرات کی میز سجے گی اور دونوں کسی نہ کسی نتیجے پر بہ ہر حال پہنچیں گے۔ان شاء اللہ۔ان مذاکرات کے حوالے سے ایک الجھن شروع سے پریشان کررہی ہے کہ افغان طالبان کی مؤقف اور ان کی سرگرمیوں کے بارے میں اوریجنل معلومات کہاں سے حاصل ہونگی ؟اس لئے کہ افغان طالبان کی طرز پر پاکستانی طالبان کی ٹائٹل نے بہت سی باتیں خلط ملط کررکھی ہیں اور خبروں اور تبصروں کی مسلسل اختلاط کے ذریعے خود میڈیا نے یہ اختلاط پیدا کردی ہے کہ ہر طرف دھند ہی دھند دکھائی دیتی ہے اور گاڑی کی ہیڈلائٹس روشن کرنے کے باوجود کچھ نظر نہیں آرہاہے کہ سڑک کدھر ہے اور جانا کس سمت ہے۔

طالبان اور جہاد کے نام سے متعدد جرائد ہمارے نظر سے گذرتے ہیں مگر ان کی صورت حال بھی یہ ہے کہ کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ افغان طالبان ہی کی نمائندگی کررہاہے اور اس کے پس پردہ کچھ اور مقاصد نہیں ہیں۔اس پس منظر میں ایک اور جریدہ دیکھنے کو ملا ہے جو ماہنامہ شریعت کے نام سے شائع ہوتا ہے اور کی پیشانی پر امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان درج ہے جبکہ اندرونی ٹائیٹل کے ایک چوکھٹے میں یہ عبارت موجود ہے کہ :

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے جو امارت اسلامیہ کی میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش ،حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روارکھے جانے والے مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔ماہنامہ شریعت کی انٹرنیٹ ایڈیشن کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور اس کا ایڈرس بھی بتایا گیا ہے۔یہ جریدہ دیکھ کر ہمیں اس پہلو سے خوشی ہے کہ انتہائی محدود سطح پر سہی لیکن ایک ایسا اوریجنل ذریعہ میسر آگیا جس کے ذریعے افغان طالبان کے حوالے سے شایع ہونے والی کوئی خبر یا اور پورٹ پڑھ کر یہ تسلی ہوگی اور اس کی روشنی میں متعلقہ مسئلہ کے بارے میں رائے قائم کرنا آسان ہوجائے گی جو موجودہ حالات میں نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔

ویسے افغان طالبان کو مذاکرات کیلئے آمادہ کرنے اور مذاکرات کی میز پر لانے والوں کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کو مذکرات کے ماحول میں لانے کے ساتھ ساتھ ان کے بارے میں افق پر پائی جانے والی شدید دھند کو کم کرنے کی بھی کوئی صورت نکالیں۔کیونکہ جنگ ہو یا صلح جب تک دونوں کی طرف اور یجنل اور صحیح معلومات میسر نہیں آئیں،نہ عالمی رائے عامہ کوئی صحیح نتیجہ اخذ کرسکتی ہے اور نہ ہی عالم اسلام کے عوام اور پاکستان کی قومی رائے عامہ کو صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔اس وقت ماہنامہ شریعت کا جون 2013 کا شمارہ ہمارے پیش نظر ہے جو طباعت وکمپوزنگ کے مناسب معیار کے ساتھ اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں افغانستان میں افغان طالبان کی عسکری سرگرمیوں کی

تفصیلات کے ساتھ ساتھ مذاکرات کے حوالے سے تجزیاتی مضامین بھی موجود ہیں اور مختلف فکری اور سیاسی پہلوؤں پر تحریریں بھی اس کا حصہ ہیں۔ ہم اپنی دل چسپی کے حوالہ سے اس جریدہ کے چند مضامین کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ 2014 کے بعد مغرب کا ممکنہ حملہ کے عنوان سے جناب اکرم تاشفین نے عالم اسلام پر مغرب کی تہذیبی یلغار اور اس میں مستشرقین کے مسلسل کردار کا تذکرہ کیا ہے کہ افغانستان سے مغربی فوجوں کی واپسی کے بعد اس خطہ میں ثقافتی کشمکش اور مغرب کی تہذیبی یلغار اپنے عروج کو پہنچ جائے گی۔ اور اس کی منظر کشی یوں کرتے ہیں کہ:

ذرائع ابلاغ کے ذریعے افغان عوام کے افکار کو مسخر کیا جائے گا، ان کی تہذیب، ثقافت، تاریخ، روایات افکار، خیالات، شجاعت، بہادری، متانت، سنجیدہ فکری اور علم پسندی کا مذاق اڑا کر اس کی تضحیک کی جائے گی۔ افغانوں کی ثقافت و تاریخ کو جاہلانہ اور وحشیانہ قرار دے کر خود افغانوں کی نظر میں اس کی اہمیت و عزت گھٹادی جائے گی۔ افغان عوام شروع سے اسلام اور ایمان پر جان چھڑکتے ہیں ان کی مذہب پسندی کے خاتمہ کیلئے بے حیائی اور فحاشی کا سیلاب بہادیا جائے گا اور مذہب سے بے گانہ کر کے ان کو آزاد خیال بنادیا جائے گا۔ ہمیں اکرم تاشفین صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر خوشی ہوئی کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے ماحول میں مغرب اور عالم اسلام کے درمیان جاری فکری و ثقافتی جنگ اور تہذیبی کشمکش کا اس درجہ کا شعور موجود ہے اور افغانستان پر اس کے اثر انداز ہونے کے امکانات کا ادراک کر سکتے ہیں۔ جناب حسن مومند نے روس کو دوبارہ افغانستان میں لانے کی کوشش کے عنوان کے تحت ان مبینہ سازشوں کا تذکرہ کیا ہے جو امریکی اتحادی فوجوں کی اس خطے سے نکل جانے کے بعد روس کو افغانستان میں دوبارہ مداخلت کی ترغیب دے رہی ہیں۔ حسن مومند نے اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی بات اس پر ختم کی ہے کہ: افغانستان سے امریکہ اور نیٹو کے انخلاء پر روس کو بھی افغانیوں کی طرح خوشی ہونی چاہیے، اس لئے کہ وہ طالبان کو خطرہ نہ سمجھے، طالبان سے مطمئن رہے اور سی آئی اے کی مذموم سازشوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

عبد القادر سیف صاحب کا ایک مضمون اسلام اور کنزیومرازم کے عنوان سے ہے جس میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی خرابیوں کا ذکر کیا ہے اور اس سے امارت اسلامیہ افغانستان کے اعلی سطحی ماحول میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے بارے میں پائے جانے والے جذبات کی عکاسی ہوتی ہے۔ آخر میں ہم اس جریدہ کے آخری ٹائیٹل کے اندرونی صفحہ پر موجود افغان طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد کا یہ پیغام قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں جو افغانستان کا مستقبل کے عنوان سے ہے۔ ملا محمد عمر لکھتے ہیں :

امارت اسلامیہ حکومتی اجارہ داری کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ افغانستان تمام افغانوں کا مشترکہ گھر ہے جس طرح سب پر اس کی تعمیر اور ترقی کی ذمہ دار عائد ہوتی ہے اسی طرح اہلیت وبرابری کی شرط پر حکومت میں حصہ لینا بھی ہر ایک کا حق ہے۔ امارت اسلامیہ کی بھرپور کوشش ہوگی کہ اختیارات اور اقتدار ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے جن میں حکومت داری کی پوری اہلیت ہو، جو کرپٹ نہ ہوں، وطن کے ساتھ مخلص ہوں، اور ایمانداری کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کرنے والے ہوں۔ امارت اسلامیہ حصول تعلیم کو اپنی قوم کی دنیاوی ترقی اور اخروی سعادت گردانتی ہے آپ کو معلوم ہے کہ امارت اسلامیہ نے اپنے دور اقتدار میں بجٹ کا بڑا حصہ تعلیم کے لئے مختص کر رکھا تھا اور آج بھی تعلیم وتربیت ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اور اس کے لئے خصوصی کمیشن بنا رکھے ہیں تاکہ اپنی عوام کو تعلیمی سہولیات فراہم کی جاسکیں لیکن بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اسکول بند کئے جاتے ہیں، کچھ کو جلا دیا جاتا ہے یا طلباء پر زہریلا مواد استعمال کر کے مجاہدین کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام شکست خوردہ دشمن کی خفیہ سازشوں کی ایک کڑی ہے جو مجاہدین کو بدنام کارنے کیلئے بروئے کار لائی جاتی ہیں۔

ہم خواتین کو اسلامی اصولوں، قومی مفادات اور اپنی شرعی ثقافت کے مطابق تمام حقوق کیلئے کمربستہ ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قابض قوتوں کی آمد کے ساتھ ہی افغان عوام خصوصا خواتین کو بہت سے مصائب اور تکالیف برداشت کرنے پڑتے ہیں، یہاں تک کہ کئی خواتین مظالم سے تنگ آکر خود کو جلا بیٹھیں اور بعض مظلوم خواتین کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، ان کی عزتیں پامال کی گئیں اور آج بھی یہ جبر مسلسل رکنے میں نہیں آرہا ہے جبکہ امارت اسلامیہ افغانستان میں افغان خواتین پرامن زندگی بسر کر رہی تھیں اور ان تمام مصائب سے محفوظ تھیں۔

افغان طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد کا یہ پیغام جہاں ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے وہاں افغان طالبان کے بارے میں عالمی سطح پر پھیلائے گئے بہت سے شکوک و شبہات کی حقیقت بھی کھول دیتا ہے اور دانش وروں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ افغان طالبان کے مؤقف اور سرگرمیوں کا اور یکجنل معلومات اور زمینی حقائق سے جائزہ لے کر قومی رائے عامہ کی دیانت داری کے ساتھ صحیح راہ نمائی کریں۔

بشکریہ از روزنامہ اسلام

POLICE

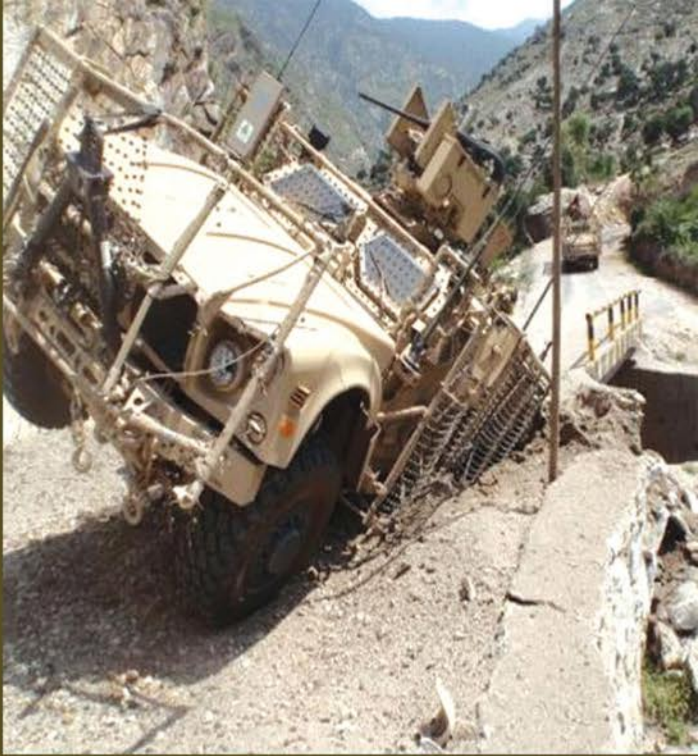

BLACKOUT

"قلم" کا جہاد.....!

سیف العادل احرار

مسلمانوں کا انحطاط، باہمی اختلافات، ملت کفر کی یلغار اور اسلامی تعلیمات سے دوری کی سوچوں میں کھو کر یاس نے گھیر لیا اور اسی حالت میں نیند کی چادر اوڑھ لی۔ ایک خوبصورت سرسبز و شاداب علاقہ ہے، لہلہاتے درخت اور مہکتے پھول، سامنے بہتا دریا اور کنارے پر دلکش مکان جہاں جا کر روح کو راحت ملی۔ جنت نظیر منظر اور عجیب سماں ہے، گھومنے سے پہلے ذرا تھم گیا، اچانک گرج دار آواز سنائی دی، دائیں جانب پلٹ کر دیکھا گھوڑے پر ایک شخص میری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے، قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے، اس دوران میرا دل عجیب کیفیت سے دوچار ہے، ان کے چہرے سے نور برس رہا ہے اور محبت کے آثار ٹپکتے ہیں جس نے میرے دل میں جگہ بنالی۔ میں اپنی مسند سے اٹھ کر احتراماً ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھتے ہوئے پرجوش انداز میں گلے لگایا، میں نے اپنی نشست پر واپس جانے کی بجائے کھڑے ہو کر انتظار کیا، وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر کچھ آگے لے گئے اور پھر میرے ساتھ دائیں طرف بیٹھے، مزاج پرسی کی، ان کی فکر انگیز گفتگو سے محبت جھلکتی رہی، منفرد لب و لہجہ، وجاہت، بارعب گن گرج اور درد بھرا انداز ان کی توانا سیادت کی پہچان تھی تو بارعب آواز، موٹی آنکھیں، چمکتے ہوئے رخسار، خوبصورت مسکراہٹ، سنت رسول سے مزین چہرہ اور دلائل سے بھرپور گفتگو ان کی ہمہ جہت شخصیت کی دلیل تھی، اس دوران احساسات میں ایک عجیب سماں بندھ گیا میں سمجھ گیا کہ حق گوئی، خوش طبعی اور بے باکی انہوں نے اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنائے رکھا ہے، حق بات بانگ دھل بیان کرنا ان کا طرہ امتیاز ہے، مسکراہٹ میں آرٹ رکھتے ہیں، سیرت اور صورت کے حسن میں اپنی مثال آپ ہیں، ادب کے شہسوار ہیں، غرض وہ زندہ کردار کے عنوان ہیں انہوں نے دھیمے انداز میں اپنے تجربات کے دریچے کھولتے ہوئے مجھے تین باتوں کی نصیحت کی اور عمل کی تلقین کی۔

مسلمانوں کی حالت زار پر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے بولے "مسلمانوں کے زوال کا سبب ترک جہاد ہے، خود مختاری کا حصول، جینے کا مقام اور حکمرانی کا خواب جہاد ہی کے ذریعے ممکن ہے"، جہاد کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا، ایک وقت ایک صحابی جہاد سے تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسند سے کھڑے ہو کر آگے بڑھتے ہوئے ان کو گلے لگایا، جہاد ہی کی بدولت دونوں جہانوں کی ہستی کسی صحابی کے استقبال کے لئے آگے بڑھی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اسلام میں جہاد کی کتنی اہمیت ہے۔ یہ عمل کتنی فضیلت کی حامل ہے۔

ایک اور واقعہ ذکر کرنے سے میرے دل میں جہاد کی مسلمہ اہمیت بڑھانے کے لئے بولے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کسی ملک میں کفار کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی چونکہ مسلمانوں کی تعداد کم اور وسائل ناپید تھے اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شدید اضطراب کے عالم میں مدینے سے باہر گھوم رہے تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کوئی خبر ملے، اسی اثناء میں جنگ کے میدان سے گھوڑے پر سوار ایک قاصد آیا، چونکہ وہ خلیفہ وقت کو نہیں جانتے تھے اس لئے وہ گھوڑے پر سوار جلدی مدینہ جا رہے تھے تاکہ حاکم وقت "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ" کو جلد فتح کی خوشخبری دیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیدل ان کے ساتھ جا رہے ہیں اور وہ راستے میں روداد سنا رہے ہیں جب مدینے میں داخل ہوئے تو لوگوں کی کیفیت سے انہیں معلوم ہوا کہ جس کو وہ خبر پہنچانے کے لئے جلدی جا رہے ہیں وہ تو ان کے ساتھ پیدل جا رہے ہیں تو انہوں نے معذرت کی انہیں گھوڑے پر سوار ہونے کو کہا لیکن انہوں نے یہ کہہ کر اس کی پیشکش مسترد کی کہ آپ جلدی جنگ کے احوال بتائیں اور مکمل رپورٹ دیں۔ جلیل القدر صحابی اور وقت کے حاکم کے اس روش

سے جہاد کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔انہوں نے میری مایوسی کا پردہ چاک کرنے کے لئے جہاد کا راستہ اختیار کرنے کی وصیت کی اور واضح کیا کہ مسلمانوں کی ابتری صرف جہاد ہی سے بہتر ہو سکتی ہے۔

انہوں نے آخر میں مجھے ایک قیمتی جملہ کہہ کر محفل برخاست کی، کیا خوب کہا، گویا زندگی کے تمام تجربات کا نچوڑ ایک جملے میں باندھ کر میری دانست کی جھولی میں عطا کر دی۔ہاں اس نے کایا ہی پلٹ دی اور میری عملی زندگی میں نئی روح پھونک دی، بلاشبہ زندگی کا درست سمت متعین کیا، مجھے ایک واضح فکر دی، میرے حیات مستعار کا نقشہ ہی تبدیل کر ڈالا۔کہنے لگے "آپ کی عمر کا آدھا حصہ ماضی کی نذر ہو چکا، اپنے ماضی کا محاسبہ کریں، اس میں غفلت، کوتاہی اور لغزشوں کا مستقبل میں ازالہ کریں"بس اتنا ہی کہہ کر وہ مجھ سے رخصت ہوئے اور یکدم نظروں سے اوجھل ہو گئے۔چند لمحات بھی نہیں گزرے کہ میری آنکھیں خواب سے کھل گئیں، میں نے خواب کئی بار دہرایا، قیمتی لمحات کی میٹھی گفتگو کی بازگشت سنائی دے رہی تھی، اسے ذہن میں نقش کر لیا۔اگرچہ دل میں حسرت باقی رہی کہ پرمسرت لمحوں سے بھرپور ملاقات کا شرف تو حاصل ہوا لیکن یہ محفل کچھ ہی دیر کے لئے جمی رہی تاہم میں نے اس غیر رسمی، بے تکلف لیکن سنجیدہ موضوع کے گرد گھومتی گفتگو سے بہت کچھ حاصل کیا۔

سبق آموز نصیحت پر کافی غور و خوض کیا کہ مسلمانوں کی حالت زار پر پریشانی اور مایوسی کی وجہ سے خاموشی مسئلہ کا حل نہیں، تلوار سے تیز ترین ہتھیار "قلم" کو اٹھا کر ہمت کے ساتھ کمربستہ ہونے کا عزم مصمم کیا، قلم سے اللہ نے قسم کھائی ہے، ایک حدیث کے مطابق قلم اللہ تعالی کی پہلی تخلیق ہے جس میں بہت بڑی طاقت ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی درست رہنمائی کی جاسکتی ہے، قلم کے ذریعے عالم اسلام کے خلاف استعماری قوتوں کے مذموم عزائم کو بے نقاب کرنا افضل جہاد ہے، امریکہ نے میڈیا کے ذریعے مسلمانوں پر انتہاپسندی کا لیبل لگا کر انہیں دنیا میں دہشت گرد ظاہر کیا لیکن میڈیا نے افغانستان میں اس کے ظلم وحشت اور سربریت کا بھانڈہ پھوڑ دیا اور اس کی رسواکن شکست کو دنیا کے سامنے واضح کر دیا، اس میدان میں امت مسلمہ اور مجاہدین کی ترجمانی کرنے والے مختلف ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کی خدمات نمایاں ہیں لیکن ان میں مسلمہ گرانقدر خدمات امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ اطلاعات اور ثقافت کی زیر نگرانی چلنے والے چند جرائد جن میں اردو زبان میں دیدہ زیب اور پرکشش ماہنامہ "شریعت" پشتو زبان میں "مورچل، سرک اور شہامت" اور عربی زبان میں ماہنامہ "الصمود"، جبکہ پانچ زبانوں (اردو، عربی، انگریزی، پشتو اور فارسی) میں اہم موضوعات، تازہ ترین صورتحال، سچی خبریں، بے لاگ تبصرے، جہادی کارروائیوں کی تفصیلات اور دینی معلومات پر مشتمل ویب سائٹس اور سوشل میڈیا، فیس بک، ٹوئٹر، ایس، ایم، ایس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

میں نے اس پارسا شخص کی نصیحت پر لبیک کہی اور جو اہل قلم اس نصیحت اور نیک مشورے سے متفق ہیں وہ حضرات قلم کا ہتھیار امت مسلمہ کے درمیان وحدت و یکجہتی، مجاہدین کی حمایت اور عالم اسلام کے خلاف عالمی میڈیا پر ہونے والے خطرناک پروپیگنڈے کے جواب میں موثر آواز کے طور پر استعمال کریں، دشمن کے پروپیگنڈے کا توڑ قلم کے جہاد کے ذریعے کریں، ایک وقت تھا کہ اہل قلم میں علماء کرام کے نام ستارے کی مانند چمکتے تھے، چند قلم کے شہسوار مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان، مولانا حسرت موہانی اور مولانا عبد الماجد دریابادی کے نام آج بھی تاریخ کے اوراق میں زندہ ہیں، دیندار سوچ کے حامل لکھاری قلم اٹھا کر اس عزم میں میرے ساتھ چلیں، کوئی میدان بھی دشمن کے لئے خالی نہ چھوڑیں، یہ ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے، قلم کے موثر ذریعے کو مجاہدین کے حق میں استعمال کریں، اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے ماہنامہ شریعت خود بھی پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیں، اس کی مزید بہتری کے لئے اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیں، ویب سائٹ اور "شریعت" کے لئے لکھیں، اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنا دینی فریضہ ادا کریں۔اللہ تعالی ہمارا حامی و ناصر ہو (آمین)۔

قوم پرستی ---------؟

ابو عبداللہ

انسانی جسم، چاہے اس میں روح ہو یا نہ ہو، کو اللہ تعالی نے بڑی کرامت کا شرف بخشا ہے، زندگی کے تمام مراحل میں اس کی بڑی عزت کی جاتی ہے اور اس سے روح نکلنے کے بعد بھی اس کی قدر کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی آدم کے ساتھ نیک برتاؤ پر اجر اور ثواب کی بشارت دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک مسلمان کسی بیمار کی عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کے لئے صبح اور شام دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح بعد از مرگ بھی انسان کی لاش کو اللہ تعالی نے عزت دی ہے اور زندہ لوگوں پر اس کے حقوق لازم کئے ہیں۔ لاش کی عزت کی خاطر اسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے، نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ہم نے بنی آدم کو کرامت دی ہے۔

انسانی لاش کی قبر تک رسائی کا عمل اچھا قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح میت کی قدر اور اس کے حقوق "غسل، کفن، جنازہ اور تدفین" کو انسانوں پر لازم قرار دیا گیا ہے۔

انسانوں کی آپس میں محبت اور تعلق طبعی امر اور نفس کی منشا ہے کیونکہ لفظ انسان "انس" سے اخذ کیا گیا ہے اور عربی زبان میں اس کا معنی محبت اور الفت ہے تو انسانوں کی زندگی بھی مشترکہ، ایک دوسرے کے ساتھ تعلق اور محبت پر مبنی ہونی چاہیے۔

ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا عنصر اس لئے بھی ہے تاکہ لوگوں کے آپس میں خون کا اختلاط آجائے، اللہ تعالی نے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کو لازمی قرار دیا جس کو اسلام میں صلہ رحمی کہتے ہیں اور بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جس کو قیامت کے دن پر ایمان ہو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ قرابت عرش کے ساتھ معلق ہے اور دعا کرتی ہے کہ جو میری پاسداری کریں تو اللہ تعالی اس کو پیوست رکھے اور جو مجھے ترک کردیں تو اللہ تعالی اس کو قطع کرے۔

اسی طرح امام ترمذی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ صلہ رحمی نہ کرنے والے جنت میں داخل نہیں ہوسکتے۔

شریعت میں صلہ رحمی کی بہت اہمیت ہے، مستحق کو حق دیا جائے، غریبوں کی خیریت دریافت کریں، تعلق ہو، آمدرفت ہو، اگر تنگ دست ہو تو اس کے ساتھ تعاون کیا جانا چاہیے، ظلم سے نجات دی جائے، برے کاموں سے منع کیا جائے اور صحیح اسلامی راہ پر اس کی رہنمائی کی جائے۔

اسی طرح علماء نے صلہ رحمی ترک کرنے کے عوامل کا تعین کیا ہے، جس کی وجہ سے انسان اس بنیادی حق سے عہدہ برآ ہوتا ہے اس لئے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نادانی:

کبھی کسی کو صلہ رحمی کے مقاصد، فوائد اور ثواب کا پتہ نہیں ہوتا اس لئے وہ اس معاملے میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو غفلت شعار ہیں، ان کے دلوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں اس لئے صلہ رحمی ترک کرتے ہیں۔

کنجوسی:

کئی لوگ ایسے ہیں جو کنجوسی کی وجہ سے صلہ رحمی نہیں کرتے ہیں، اس سلسلے میں اخراجات فضول سمجھتے ہیں۔

بغض:

ایسے لوگ بھی ہیں جو حسد اور بغض کی وجہ سے بھی صلہ رحمی سے گریز کرتے ہیں، وہ دوسروں کو کمتر سمجھتے ہیں، رشتہ داروں کی نعمتوں کو دیکھ کر سیخ پا ہو جاتے

ہیں، یہ مہلک بیماری انسان کو بربادی سے دوچار کرتی ہے۔

لالچ:

کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو دن رات مال ودولت جمع کرنے میں منہمک رہتے ہیں،لالچ کی وجہ سے ہمسایوں، رشتہ داروں، بیماروں اور عام مسلمانوں کی ہمدردی اور عیادت کے لئے انہیں وقت نہیں ملتا۔

اگر اسلام کے مقابلے میں رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کا معاملہ آجائے اور مسلمان اسلام کو پس پشت ڈال کر رشتہ داری کے تعلق کو ترجیح دے تو یہ جائز نہیں جس کی تعبیر اردو زبان میں قوم پرستی اور عربی میں عصبیت سے ہوتی ہے۔ وہ قوم پرستی اور اختلاط جو اسلام کے مقابلے میں آجائے یا اسلام کے مفادعامہ کے لئے باعث نقصان ہو جیسے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچانا، اسلامی صف میں دراڑیں ڈالنا، اتحاد پارہ پارہ کرنا اور اپنی قوم کی بہتری اور ترقی کے لئے ملت کفر کی صف میں شامل ہونا ناجائز ہے۔ اور اسلام میں ایسی حرکت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قوم پرستی کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد قابیل نے رکھی، اس وقت صبح کے وقت پیدا ہونے والوں کا نکاح رات کو پیدا ہونے والوں کے ساتھ جائز تھا، قابیل نے اپنی بہن کا نکاح اس لئے ہابیل سے نہیں کیا کہ بہن کی حیثیت اس سے زیادہ ہے، قربت کو ترجیح دی اور دینی اساس کو پس پشت ڈال دیا اور چلتے چلتے اسی تعصب میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا، بالآخر ہابیل کو قتل کردیا۔

رفتہ رفتہ پھر بنی اسرائیل میں قوم پرستی کا غلبہ ہوا جیسا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہود کے علاوہ اور کوئی انسان نہیں بلکہ وہ حیوان ہیں لیکن وہ انسان کی ساخت میں اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ وہ یہودیوں کی خدمت کریں اور ان کے لئے سہولیات فراہم کریں۔ اسی طرح وہ بولتے تھے کہ کسی گڑے میں یہودیوں کے علاوہ کسی انسان کے ساتھ تعاون گناہ کبیرہ ہے بلکہ اس پر پتھر پھینکنا باعث اجر وثواب ہے۔ اسی وجہ سے یہود، نصارا کے شدید دشمن تھے، جس کی تفصیل قرآن پاک میں موجود ہے، لیکن جب انہیں اسلام سے خطرہ محسوس ہونے لگا تو انہوں نے نصاری کے ساتھ اتحاد کیا تا کہ ان کی قوم کا وجود برقرار رہے۔ اب جن گروہوں کے تعلقات یہودیوں کے ساتھ زیادہ مضبوط ہیں ان میں قوم پرستی کا عنصر زیادہ غالب ہے، جن میں کئی ایسے فرقے شامل ہیں جن کے تل ابیب میں مراکز ہیں اور یہودیوں کے ساتھ ان کے باقاعدہ رابطے ہیں۔

قوم کے حوالے سے قرآن پاک میں ارشادباری تعالی ہے(وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا) اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔

قرآن کی ہدایت ہے کہ تم ایک ہوجاؤ، ایک رسی مضبوطی سے تھام رکھو اور گروہ بندی سے گریز کرو۔ اسی طرح ارشاد ہے کہ دنیا میں دو ملتیں ہیں ایک مسلمان اور ایک کفر۔

قوم پرستی پر گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ناراضی کا اظہار کیا تھا، نوح علیہ السلام نے بددعا دی تھی کہ اے اللہ روئے زمین پر ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑے کیونکہ وہ پھر آپ کے بندوں کو گمراہی پر آمادہ کرے گا، انہوں نے اپنی قوم کا خیال بھی نہیں رکھا اور انہیں بھی بددعا دی۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے کہا کہ میں تم اور تمہارے باطل عقائد اور عبادات سے بیزار ہوں اور اپنے والد کی بھی مخالفت کرتے ہوئے ان پر واضح کیا کہ میں یہاں سے ہجرت کروں گا اور مزید کہا کہ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو گمراہی میں واقع واضح طور پر دیکھ رہا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے قوم اور اپنے والد کی واضح مخالفت کی، دین کے مقابلے میں اپنوں کو ترجیح نہیں دی، قوم کی نسبت بھی اپنے والد کی طرف کی۔

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر میں جب مسلمان اور کافر آمنے سامنے ہوئے تو مسلمانوں کی پہلی صف میں انصار صحابہ کرام کھڑے ہوئے جس پر ابو جہل نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجر صحابہ کو بھیج دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر صحابہ کو آگے بھیجا جو فتح یاب ہوئے، اس جنگ میں کافروں نے اپنے باطل دین کے لئے قوم پرستی کو پس پشت ڈال دیا سب سے پہلے اپنوں کو للکارنے کا نعرہ لگایا۔ مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے دین اسلام کے مقابلے میں اپنوں کو ترجیح نہ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت ہے کہ اسلام میں قوم پرستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایک غزوہ میں مہاجر اور انصار صحابہ کرام کے مابین ایک بات پر اختلاف پیدا ہوا تو ہر ایک نے اپنی قوم کو مدد کے لئے پکارا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو انہوں نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور ان سے کہا

بقیہ صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمالیں

برطانوی افواج کیلئے ڈراؤنا خواب

"قلعہ ساروان"

تحریر: قاری حبیب

صوبہ ہلمند کے شمال میں گرشک اور کجکی کے درمیان، سنگین کی ندی سے شمال کی طرف گرماوتک دریائے ہلمند کے کنارے پر سرسبز وشاداب علاقہ ناوہ ، جس کی لمبائی 25 کلو میٹر ہے، قلعہ ساروان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ علاقہ گنجان آباد اور زراعت کے لحاظ سے اہم سمجھا جاتا ہے، اس کا تعلق ضلع سنگین سے ہے۔ قلعہ ساروان میں گیارہ برسوں کے دوران شدید لڑائیاں ہوئیں، قابض فوجیوں نے اس علاقے کو اپنے کنٹرول میں لانے کے لئے بہت کوششیں کیں۔ اس علاقے میں پہلی مرتبہ 2005ء میں برطانوی فوجیں داخل ہوئیں، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، 2006ء میں تو خود دشمن نے بھاری نقصان کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اس سال ماہ جولائی میں ان کی فوجیوں کی ہلاکتوں کی شرح ماضی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہیں، برطانوی فوج 2007ء تک یہاں جنگ میں مصروف رہے، لیکن ہلاکتوں کے علاوہ انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا، 2007ء میں برطانوی فوجیوں کی شکست کے بعد امریکی فوجیوں نے ہلمند کے دوسرے علاقوں کی طرح قلعہ ساروان پر بھی حملہ کیا اور پیچیدہ لڑائی میں پھنس گئیں۔

2007ء سے 2011ء تک امریکی، برطانوی اور دوسرے قابض فوجیوں نے اس علاقے میں مسلسل فوجی آپریشنز، حملوں، بمباریوں اور فوجی اڈوں کے قیام پر خصوصی توجہ دی۔ لیکن اس دوران مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لئے کہ ایک دن بھی دشمن کی ہلاکتوں سے خالی نہیں گزرا۔ بالآخر امریکی فوجیوں نے یہاں ہر محلے میں فوجی اڈے قائم کر کے بھاری جانی ومالی نقصانات کے بعد علاقے پر قبضہ کر لیا چونکہ کجکی کی طرف یہاں سے ایک راستہ گزرا ہے، اسی طرح زمینداور، موسی قلعہ، بغران، بغنی، غورک اور سنگین کے درمیان یہ علاقہ دفاعی لحاظ سے انتہائی اہم ہے، امریکیوں نے اسی اہمیت کے پیش نظر اس علاقے پر اپنا تسلط جمانے کے لئے نہ تشدد اور مظالم سے گریز کیا اور نہ ہی اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کی پرواکی۔

دشمن نے قلعہ ساروان میں چار سال کے دوران بہت کوشش کی کہ اس علاقے پر ہمیشہ کے لئے اپنا کنٹرول برقرار رکھے، اسی لئے انہوں نے افغان فورسز کے لئے ہر محلے میں مورچے اور فوجی اڈے قائم کئے، کئی علاقوں میں قومی لشکر کے اہلکار بھی تعینات کئے، ندی اور سڑک کے دونوں جانب مضبوط مورچے اور فوجی اڈے تعمیر کئے، امریکیوں اور افغان آرمی کی سرگرمیوں کے باعث علاقے میں حالات یہاں تک خراب ہوئے کہ مجاہدین کے لئے گوریلا جنگ بھی مشکل ہوئی، غیر ملکی فوجیں سیکیورٹی انتظامات سے مطمئن ہو کر افغان فوجیوں کی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے 2012ء میں یہاں سے نکل گئیں، اور سیکورٹی انتظامات کا کنٹرول افغان فوجیوں، پولیس اور قومی لشکر کے اہلکاروں کے سپرد کر دیا، 2013ء میں ہلمند کی سطح پر مجاہدین کا سب سے اہم ہدف یہ تھا کہ وہ دوبارہ اس علاقے پر اپنا کنٹرول سنبھال لیں یا کم از کم جہادی سرگرمیاں شروع کر لیں۔

اسی بناء پر خالد بن ولید آپریشن کے سلسلے میں 19 مئی کو سینکڑوں مجاہدین نے دریائے ہلمند عبور کرتے ہوئے افغان فوجیوں پر شدید حملہ کیا، قومی لشکر کے اہلکاروں جو امریکیوں نے قلعہ ساروان کے تحفظ کے لئے تعینات کئے تھے، نے حملے کی ابتداء میں شکست کھا کر پسپائی اختیار کی، اس حملے میں شریک ایک مجاہد "ملا مجاہد" نے بتایا کہ ہمیں جنگ کے شروع میں معلوم ہوا کہ ہمیں کامیابی مل رہی ہے کیونکہ جنگ کے دوران مجاہدین فریق مخالف پر کافی مضبوط دکھائی دے رہے تھے اور چند گھنٹوں میں دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔

پہلا حملہ مجاہدین نے قلعہ ساروان میں داخل ہونے کے لئے کیا جو بیس گھنٹے جنگ کے نتیجے میں مجاہدین نے قومی لشکر کے چار چیک پوسٹیں فتح کر کے آگے پیش قدمی کی، ان کے 17 اہلکاروں کی لاشیں میدان جنگ میں پڑی ہوئی تھیں جن میں تین بڑے کمانڈر شامل تھے، مجاہدین نے ایک ٹینک سمیت متعدد جنگی آلات اور اسلحہ بر آمد کیا، پہلے مرحلے میں توغی اور کلاوالو کے علاقے فتح کر لئے اور پھر دوسرے علاقے فتح کرنے کے لئے آپریشن شروع کیا۔

مجاہدین کہتے ہیں کہ قلعہ ساروان میں مجاہدین نے قومی لشکر کے اہلکاروں کو ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ وہ مجاہدین کے سامنے ٹھہرنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے، اس لڑائی اور اس کے بعد آپریشن میں قومی لشکر اور دیگر مسلح افراد کی بڑی تعداد قتل اور زخمی ہوگئی جبکہ ایک محدود تعداد فرار ہونے میں کامیاب ہوئی۔ مجاہدین نے فتح حاصل کرتے ہوئے قلعہ ساروان کے مرکز اور اس کے دیگر اہم علاقوں پر اپنا کنٹرول دوبارہ سنبھال لیا اور دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ قلعہ ساروان پر امریکیوں نے بھاری جانی ومالی نقصان سہنے کے بعد قبضہ کیا تھا لیکن افغان اہلکاروں نے اسے بڑی آسانی سے چھوڑ کر امریکیوں کے تمام نقصانات رائیگاں کر دیئے، اس لئے کابل حکومت پر انہوں نے شدید دباو ڈالا کہ وہ قلعہ ساروان کی تحفظ کے لئے تمام وسائل بروئے کار لا کر جنگی بنیادوں پر اقدامات کرے۔ مجاہدین کے مطابق امریکی سمجھتے ہیں کہ اگر یہ قلعہ ان کے ہاتھ سے گیا تو اسی دن ضلع کجکی بھی ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا، جس کے اکمالات کا واحد راستہ قلعہ ساروان ہے۔ کجکی میں بجلی پیدا کرنے کا ڈیم اور امریکیوں کے مضبوط فوجی اڈے قائم ہیں اس لئے ان کے لئے یہ علاقہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اسی طرح امریکی سمجھتے ہیں کہ قلعہ ساروان پر طالبان کے قبضے سے ہلمند اور قندہار کے وہ علاقے جو طالبان کے ہاتھ میں ہیں باہم وصل ہوجائیں گے اور طالبان کی آمدرفت کا راستہ ہموار ہوجائے گا جو امریکیوں کے لئے بڑا دھچکہ ہے۔ کیونکہ ان کے گزشتہ برسوں کے تمام اقدامات ضائع ہوجائیں گے۔

اسی وجہ سے ہزاروں افغان فوجیوں کو امریکی معاونت سے ہنگامی بنیادوں پر قلعہ ساروان بھیج دیا گیا، جس کے بعد طالبان اور ان کے درمیان گھمسان کی لڑائی چھڑ گئی۔ مجاہدین کہتے ہیں کہ دشمن نے قلعہ ساروان پر دوبارہ کنٹرول حاصل کرنے کے لئے گزشتہ دو مہینوں (جون، جولائی) میں پانچ مرتبہ فوجی آپریشنز کئے، جن میں مختلف فوجی چھاونیوں نے حصہ لیا، قندہار، ہلمند، کابل اور ہرات کی چھاونیوں کے کور کمانڈروں کی زیر نگرانی یہ آپریشنز ہوئے، ہر بار جب ایک چھاونی کے فوجی تھک جاتے تو دوسری چھاونی کے فوجیوں کے تازہ دم دستے پہنچ جاتے لیکن ہر بار انہیں بدترین شکست ہوئی۔ مجاہدین اب بھی قلعہ ساروان کے مرکز اور اہم علاقوں پر اپنا کنٹرول برقرار رکھے ہوئے ہیں، دشمن شہر کے مضافات اور قومی شاہراہ پر اپنے اڈوں میں چھپا ہوا ہے اور اس علاقے کے محدود حصے پر ان کا کنٹرول برقرار ہے۔ فوجی آپریشنز اور حملوں کے ساتھ دشمن نے پروپیگنڈے کی جنگ بھی جاری رکھی، کچھ عرصہ قبل اپنی شکست چھپانے اور لوگوں کو ورغلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ قلعہ ساروان میں ہزاروں غیر ملکی جنگجو داخل ہوئے ہیں اور منشیات فروش اسمگلنگ والے بھی بڑی تعداد میں یہاں آگئے ہیں جو اس علاقے پر اپنا کنٹرول لانا چاہتے ہیں لیکن اس جنگ میں شریک ایک مجاہد نے بتایا کہ دشمن کے چار ہزار فوجیوں کے مقابلے میں مجاہدین کی تعداد صرف 250 تھی اور سب کا تعلق اسی علاقے سے تھا جنہوں نے دشمن کو مایوسی اور رسوائی کی حالت سے دوچار کیا تھا۔

قلعہ ساروان میں دشمن کو اب تک بھاری جانی ومالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے تاہم وہ اس حوالے سے بالکل خاموش ہیں، یہاں مجاہدین کے ایک سربراہ ملا مجاہد نے بتایا کہ ایک اندازے کے مطابق اب تک دشمن کے 350 سے زائد اہلکار ہلاک ہوچکے ہیں اسی طرح قومی لشکر کے اہلکاروں کا زور بھی ٹوٹ گیا ہے۔ اب وہ برائے نام رہ گئے ہیں۔ ہلاک ہونے والے فوجیوں میں چند بڑے کمانڈرز، گلالی، اہل اللہ، محب اللہ، عبدالرحمن اور دل آغا بھی شامل ہیں۔

قلعہ ساروان میں شکست اور ہلاکتوں کے بارے میں دشمن نے میڈیا کو تفصیلات بتانے سے گریز کیا اور اس پر مکمل خاموشی اختیار کرلی لیکن گزشتہ دنوں غیر ارادی طور پر انہوں نے ایک ایسا بیان داغا جس سے ان کی ناکامی، شکست اور ہلاکتوں کا راز افشاء ہوا۔ چند دن پہلے قلعہ ساروان میں قومی لشکر کے سربراہ غلام جان جن کے درجنوں اہلکار ہلاک ہوچکے ہیں نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے شکایت کی کہ افغان آرمی اور حکومت ان کے ساتھ تعاون نہیں کر رہی جس کے باعث ان کی چیک پوسٹوں پر طالبان نے قبضہ کرلیا، میڈیا نے اس بارے میں ہلمند کے کور کمانڈر جنرل عبدالواسع سے

بات کی توان کا کہنا تھا کہ قومی لشکر کے ساتھ ہم مزید تعاون نہیں کرسکتے اور نہ ہی یہ اب ہماری بس کی بات ہے کیونکہ صرف میری نگرانی اور کمانڈ میں اب تک 120 فوجی اس جنگ میں ہلاک ہوچکے ہیں تو ایسی صورتحال میں ہم کیسے ان کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں۔

ملا مجاہد کا کہنا ہے کہ اس جنگ میں مجاہدین کے ہاتھ بڑی مقدار میں اسلحہ، مشین گنیں، راکٹ لانچرز اور دیگر فوجی سازوسامان آئے، لڑائی میں اب تک شہداء کی تعداد 45 تک پہنچ گئی ہے، اسی طرح لڑائی میں بیس سے زائد ملکی شہری بھی شہید ہوگئے ہیں تاہم لڑائی شدت کے ساتھ جاری ہے اور اب کی بار ہرات کے کور کمانڈر کی زیر نگرانی ان کے فوجی قسمت آزمائی میں مصروف ہیں۔

ملا مجاہد کا کہنا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ مجاہدین قلعہ ساروان کے دوسرے علاقے بھی فتح کریں گے اور دشمن کو شکست دیدیں گے کیونکہ مجاہدین کے پاس روحانی قوت ہے، وہ عقیدے کی بنیاد پر لڑرہے ہیں اور اللہ کی مدد پر ان کا بھرپور اعتماد ہے، علاقے سے تعلق کی بناء پر وہ رواج، کلچر اور عوام کے مزاج سے خوب واقف ہیں۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں، اس لئے وہ بھی ان کے حامی ہیں، انہیں امریکیوں کے ساتھ لڑائی کا تجربہ حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سیکڑوں بم نصب کئے ہیں جن کے باعث دشمن آگے آنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

قلعہ ساروان کی لڑائی شدت کے ساتھ جاری ہے، امریکہ کے بعد اس جنگ کے اثرات پورے افغانستان پر مرتب ہوں گے، امریکیوں نے ظلم، تشدد، جنگی جرائم، سینکڑوں ہلاکتوں اور پوری قوت سے اس علاقے پر کنٹرول حاصل کیا لیکن بعد میں مجاہدین ایک بار پھر اس علاقے میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوکر یہ ثابت کردیا کہ وہ کسی بھی وقت افغانستان کو آزاد کرسکتے ہیں اور اپنا پرچم لہرا سکتے ہیں، اب افغان فوج کی یہ بھرپور کوشش ہے کہ وہ دوبارہ اس علاقے پر اپنا کنٹرول سنبھال لیں لیکن گزشتہ دوماہ سے ہلاکتوں کے علاوہ انہیں کوئی کامیابی نہیں مل رہی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ امریکہ کے جانشین فوج میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ سیکیورٹی انتظامات سنبھال سکیں یا ملک کا تحفظ کرکے جنگ میں کامیابی حاصل کرے۔

بقیہ از: قوم پرستی

کہ تم اب بھی جاہلیت کے زمانے کے نعرے لگاتے ہو حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں، اور پھر فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو قوم پرستی کرتے ہیں اور قوم کے لئے لڑتے ہیں۔ رواہ ابوداؤد۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے تم سے جاہلیت کی قوم پرستی کو رفع کیا، تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں بلکہ فضیلت کا معیار صرف تقوی ہے، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب سے تین وجوہات کی بناء پر محبت کریں، میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور جنت کی زبان عربی ہے۔ یعنی عرب کی فضیلت میری، قرآن پاک اور جنت کی وجہ سے ہے ورنہ کسی عربی کا کسی عجمی پر کوئی فضیلت اور فوقیت نہیں ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ تو اپنے رشتہ داروں کو ڈرائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے قریش، اے عبد مناف، اے عباس بن عبد المطلب، اے صفیہ تم اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاؤ، کیونکہ میں نہ تمہیں فائدہ پہنچاسکتا ہوں اور نہ ہی تمہیں ہلاکت سے بچاسکتا ہوں، (مگر رب کی اجازت سے) البخاری و مسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں کی قرابت کو خاطر میں نہ لائے بلکہ کامیابی کا معیار دین پر عمل قرار دیا، جس طرح ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کریں تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں فرمایا کہ عربی کا عجمی پر اور سرخ کا سفید پر کوئی فضیلت اور فوقیت نہیں صرف تقویٰ کی بناء پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

ان تمام روایات سے ثابت ہوا ہے کہ وہ قوم پرستی جس کی گنجائش اسلام میں ہو تو وہ جائز اور باعث اجر وثواب ہے جیسا کہ اچھی سفارش کرنا، جس پر حضور "صلی اللہ علیہ وسلم "نے تاکید بھی کی ہے اور اسی طرح صلہ رحمی باعث اجر ہے البتہ وہ قرابت داری جو اسلام کے مقابلے میں واقع ہو تو وہ جائز نہیں جس سے ہر مسلمان کو دور رہنا چاہیے۔

●●●

وہ رہی ہماری صبح آزادی

محمد فرہاد جانباز

جنگ کا اختتام کس میدان میں ہونا چاہیے؟ اس کی بھڑکتی آگ کے بلند ہوتے جان سوز شعلوں کو سرد کس طرح کرنا ہے؟ سبھی کچھ کو بہالے جاتے اس کے تند و تیز لاوے کا دھارا کس طرح روکا یا بدلا جاسکتا ہے؟..... اِس کا اختیار صرف اور صرف فاتح کے پاس ہوتا ہے۔ اس کی فتح ہی اسے اپنی مرضی کا فیصلہ صادر کرنے کا کُھلا اختیار دیتی ہے۔ وہ چاہے تو توپ و تفنگ کی گھن گرج والے گرم ماحول میں لڑائی ختم کردے ... وہ چاہے تو مذاکراتی گفت و شنید والے ٹھنڈے موسم میں جنگ بندی کا مژدہ سُنادے۔ فاتح کا مَن جو پسند کرے، شکست خوردہ کے تن کو، اسے قبول کیے بنا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ وہ مجبور ہوتا ہے۔ وہ بے کس ہوتا ہے۔ وہ بے بس ہوتا ہے۔ جی ہاں! ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی مَیں یہ سوچنے لگ جاتا ہوں کہ فاتح کو اس جیلر کی طرح ہونا چاہیے، جو موت کے قیدی کو تختۂ دار پر کھڑا کرکے اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنے سے پہلے قیدی کی آخری خواہش پوچھتا ہے، اور حتی المقدور اسے پورا کرکے قیدی کی دعائیں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ فاتح کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ شکست خوردہ بھی تو ایک قیدی ہی ہوتا ہے۔ جنگی قیدی... اس طرح کرنے سے موت کے مسافر کی طرح شاید جنگی قیدی بھی کوئی "دعائے دل" ہی دے جائے، جو فاتح کو وقت کا 'اسکندرِ اعظم' بنادے۔ لیکن اگر فاتح امریکہ جیسا کھوسٹ دماغ ہو، جو کامیابی کی مدہوشی میں میدانِ جنگ کی صورتِ حال سے ہی بے خبر اور ناواقف ہو بیٹھے، تو پھر اس کی عقل کا ماتم کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس نازک موقع پر نوحہ خوان اور مرثیہ گو دل گرفتہ شاعروں کو بھی 'اپنا کام' نہیں بھولنا چاہیے۔ ہاشم ندیم کے لکھے کے مصداق: "اگر فاتح سپہ سالار جیت کے نشے میں مدہوش جنگ کا بنیادی اصول ہی فراموش کربیٹھے کہ ہارے ہوئے کو اتنا ہی ہرانا چاہیے، جتنی اس میں ہارنے کی سکت ہو، کیوں کہ ہر شکست کی آخری حد سے پَرے ایک نئی جنگ چُھپی ہوتی ہے۔ پھر چاہے لڑنے والا وہ ایک آخری گھائل سپاہی ہی کیوں نہ ہو، اور انجام میں اس زخمی فوجی کو اپنے گھائل جسم میں اندھے تیروں کے نئے شگاف ہی کیوں نہ ملیں، سپاہی وہ جنگ ضرور لڑتا ہے۔"

شاید یہی وجہ رہی ہوگی کہ جنگ کی شروعات کے دنوں میں افغانی طالبان کی وقتی پسپائی اور امریکی شیطان کی لمحاتی کام یابی کو دنیا اس جنگی کلیے کی رُو سے نہیں دیکھ پائی تھی۔ تبھی میدانِ جنگ کا پانسہ پلٹا اور دنیا نے وہ دیکھا، جسے نظروں میں سمانے کی طاقت ان کے پاس نہیں تھی۔ ان کی آنکھوں کو ایسی کوئی بھی توقع ہرگز نہیں تھی کہ ایسے کسی بھی منظرنامے کو دیدے پھاڑے دیکھنا پڑسکتا ہے۔ طالبان تو اللہ کی مدد اور نصرت کے یقین پر میدان میں جمے کھڑے تھے۔ نازک اندام ماؤں اور بے سہارا بوڑھوں کو "قاتل صلیب" کا نشانہ بناکر اسے چومنے، عقیدۃً آنکھوں سے لگانے اور باریک چین ڈال کر گلے میں لٹکانے والے بھلا ایسا شعور کہاں سے لائیں، جس سے ان کو خبر ہو کہ وہ جس عیسائیت کے نام لیوا ہیں، اُس کا زمانہ گزرے تو صدیاں ہوگئی ہیں۔ ان نادانوں کو جانے یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی یا پھر وہ اس درخشاں حقیقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے کہ یہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ جی ہاں وہی، جو اللہ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہی کا امتی بن کر آنا ہے۔ اور اب جب جہادِ حق کی تکمیل کے لیے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، تو اللہ کے لیے لڑنے والے ہی اللہ کی زمین پر چھائیں گے۔ میں یہ سوچ کر حیرت کے سمندر میں مزید ڈوب ڈوب سا جاتا ہوں کہ نبی آخر الزماں کا امتی بننے میں جب خود عیسیٰ علیہ السلام کو فخر ہے، تو ان نام نہاد عیسائیوں کو اس امت سے کیوں چِڑ ہے؟! شاید میں یہ سوچتے سوچتے منہ میں دبی انگلیاں ہی کاٹ ڈالتا، اگر

میرے ذہن میں جھماکا نہ ہوتا کہ " اس میں ایسی حیرانی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔کیوں کہ موجودہ عیسائیت تو "یہودیت گزیدہ" ہے۔" افسوس کہ مسیحیوں کو اپنے نبی کی "میراث" پر بھی کنٹرول نہیں ہے۔مال ومتاع تو ویسے ہی کب کا ان دنیا کے دشمنوں' کی زنبیل میں گروی رکھوایا ہوا ہے، لیکن اپنے مذہب کا بھی کوئی حصہ 'یہودی سانپ' کے ڈنک سے بچا نہیں پائے۔ بے چارے، گھر کے ہیں نہ ہی گھاٹ کے...

خیر! آیئے، اپنے افغانستان کو چلتے ہیں۔ افغانستان صدیوں سے جنگوں کے سودا گروں کے لیے دل چسپی کا حامل میدان رہا ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ کرسٹو فر کولمبس کا دریافت کردہ امریکہ بھی انہی میں شامل ہو گیا۔ امریکہ کی تاریخ مظلوموں کے لہو سے لکھی گئی ہے۔1494ء سے لے کر اب تک، شاید ہی کوئی دن گزرا ہو جب ظلم کا ایک نیا باب نہ کھلا ہو۔ ریڈ انڈینز سے لے کر افغانستان تک ایک ہی دستِ سفّاک ہے جو مظلوم، مقہور اور مجبور مقتول کے خون سے سرخ نظر آتا ہے۔ قدرت کے انتقام میں خاموشی اور دیر تو ہے، لیکن اندھیر کسی انسان نے آج تک نہیں دیکھی۔ ازل تا ابد کی یہی اٹل حقیقت ہے۔ امریکہ بھی اسی کا شکار ہے۔ طالبان نے اس کی جو درگت بنا رکھی ہے، اس کی کہانیاں پرانی ہو گئی ہیں۔ کسی امریکی کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ کوئی بم دھماکے میں جہنم رسید ہو گیا ہے۔ کوئی آگ میں جل کر راکھ ہو گیا ہے۔ کسی کے حواس معطل ہو گئے ہیں۔ کسی کا آدھا دھڑ کٹ گیا ہے۔ جانے کیسی کیسی بیماریاں ان کی زندگی بے بندگی کو چاٹ رہی ہیں۔ خود بھی پریشان ہیں اور ڈاکٹر بھی حیران ہیں کہ " اے خداوند! یہ ناگہانی بلائیں ہمارے نصیب میں کب لکھی تھیں۔ ہمارا بخت اتنا سیاہ تو نہیں تھا۔ یہ شبِ دیجور سے بھی کالا شاہ مقدر ہمارے نام کب ہوا۔ آخر اس معمے کا حل کیا ہے؟"

لیکن تثلیث کے عقیدت مندوں کو یہ پیغام کون پہنچائے کہ یہ خوب صورت معمہ' جیسی کرنی، ویسی بھرنی ہے۔ یہ دنیا ہے۔ یہاں جور، جبر، ستم کا بھیانک انجام بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ یہاں ادلے کا بدلہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ مکافاتِ عمل ہے۔ آخر بے گناہوں کا لہو کب تک خاموش رہے گا۔ وہ کب تک بے رنگ رہے گا۔ کارکنانِ قضاء وقدر کب تک بے حرکت رہیں گے۔ ری ایکشن کب تک نہیں ہو گا... یہ تمہاری بھول ہے۔ جان لو کہ اب تم مقدس نہیں ہو۔ تمہارا کوئی ایک جرم ہے۔ تم صرف جنگی مجرم ہی نہیں ہو۔ تم نے تو زنا کو عام کیا ہے۔ سود کی عمارتیں کھڑی کی ہیں۔ بے حیائی کا سیلاب بہایا ہے۔ فحاشی و عریانی کا بازار گرم کیا ہے۔ مسجدوں اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی ہے۔ مقدس آسمانی کتاب سے ناروا سلوک کیا ہے۔ اللہ کی زمین کو نافرمانیوں سے گندہ کیا ہے۔ اسلام اور اہلِ اسلام کا بلاوجہ قتلِ عام کیا ہے۔ نبی صلی اللہ ولیہ وسلم کے کارٹون اور خاکے بنا کر توہین کی ہے۔ تم نے ہر برائی کا راستہ کشادہ کیا ہے۔ تم نے لواطت کا بل پاس کر کے اس کو قانون بنایا ہے۔ بے گناہ لوگوں پر ظلم کیا ہے۔ تم نے خلافت کی بیخ کنی کر کے ظلم کی حکومت قائم کی ہے۔ اپنی شیطانی طاقت کے بل بوتے ہمارے بے حیثیت لوگوں کو ہم پر حکمران بنا ڈالا ہے۔ دنیا کی دولت کو اپنے گھر کی لونڈی بنا کر غریبوں کو بھوکا مرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ آخر کتنے پاپ گنواؤں؟ یہ اللہ کی زمین تھی اور ہے۔ تم نے اسے ناپاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ اللہ کو تو ناگوار لگنا ہی تھا۔ اس نے اپنے انتقام کا وار تو کرنا ہی تھا۔ وہ کب تک تم ظالموں کو ڈھیل دیتا۔ وہ کب تک ردِّ عمل کا مظاہرہ نہ کرتا۔ تم نے تو اس کی کائنات میں ظلم کی اندھیر نگری بنا رکھی تھی۔ وہ کب تک انصاف کے سویرے کو طلوع ہونے سے روکے رکھتا۔ آج اللہ خود مظلوم مسلمانوں کی مدد کو اتر آیا ہے۔ اور جس کی مدد کو اللہ آجائے، اسے برے انجام سے کون بچا سکتا ہے۔ اب وہ تمہاری بلند وبالا عمارتیں توڑے گا۔ وہ تمہاری مہلت کی رسّی کو کھینچ رہا ہے۔ وہ تمہیں پکڑ کر قرار واقعی سزا دینے آگیا ہے۔ اب تم ہمارے اللہ کی زبردست پکڑ سے بچ کر دکھاؤ۔ تم نہیں بچ سکتے۔ ہاں کبھی نہیں۔ کیوں کہ ہمیشہ کی طرح اب کی بار بھی فاتح اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں وہی جو مسلمانوں اور مظلوموں کا مددگار ہے۔ سنو یہودیو اور عیسائیو! وہ رہی ہماری روشن صبحِ آزادی۔ اب شاید تمہاری آخری خواہش بھی پوری نہ ہو پائے۔ کیوں کہ اب معاملہ ذرا مختلف ہے.....

مسلم حکمرانوں کا المیہ

عبدالرحمن

آج کل ایک سوال بہت شدت کے ساتھ اُٹھ رہا ہے۔ لوگ اس کا تسلی بخش جواب چاہتے ہیں۔ ان کی بے چینی دن بہ دن اسی طرح بڑھتی جا رہی ہے، جیسے چڑھتے سورج کی تپش، تیزی اختیار کرتی جاتی ہے۔ پھر ان کی حالت صحرا کے اُس پیاسے کی مانند ہوتی چلی جاتی ہے، جو سرابوں کا مارا پانی کی ایک بوند کے لیے تڑپ تڑپ سا جاتا ہے۔ میں سوچتا رہتا ہوں کہ انسان کو جب کسی چیز کی پریشانی ستانا شروع کر دے، تو وہ بے چارا پارے کی طرح اندر ہی اندر بے چین ہو جاتا ہے۔ خاص کر یہ کیفیت اس دم دو آتشہ ہو جاتی ہے، جب کوئی سوال "لاجواب" رہتا نظر آئے۔ اس سوال کی چُبھن سے ہمارے مسلمان بھائی بہت متاثر ہو رہے ہیں۔

ہمارے حکمران، مسلمانیت اختیار کیوں نہیں کرتے؟ وہ غیروں کے آگے ڈٹ کیوں نہیں جاتے؟ وہ امتِ مسلمہ کے مفادات کا تحفظ کیوں نہیں کر پاتے؟ انہیں یہ یقین کیوں ہے کہ ہمیں اقتدار کی شاہانہ کرسی پر اگر کوئی بٹھا سکتا ہے، تو وہ غیر مسلم مغربی طاقتیں ہیں؟ اگر اقتدار ہی اُن کی منزل ہے تو پھر وہ اقتدار ملنے پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور سجدۂ شکرانہ بجالانے کے بجائے امریکہ یا یورپ کی طرف تشکر آمیز اور غلامانہ عقیدت مندانہ نگاہوں سے کیوں دیکھتے ہیں؟ .... مسلمان، اپنے حکمرانوں کی ایسی حرکتوں سے ذلت محسوس کرتے ہیں۔ وہ اس کو امت اسلامیہ کی کھلی توہین گردانتے ہیں۔ اس لیے وہ بہت چیں بہ چیں ہیں۔ اور پھر جب ان کی برداشت کا پیمانہ جواب دینے لگتا ہے۔ جب صبر کا پیالہ چھلکنے لگتا ہے۔ تو وہ "آر...یا...پار" کے فارمولے پر عمل پیرا ہو کر ایسا جھنڈا لیے باہر نکل آتے ہیں، جس پر 'انقلاب' کے الفاظ کی میناکاری کی گئی ہوتی ہے۔

دراصل اکثر مسلم ممالک کا حکمران طبقہ، نفسانی خواہشات کا تابع دار ہے۔ مسلمان ممالک میں بسنے والے اعلیٰ دنیاوی تعلیم کے لیے یورپ یا امریکہ جاتے ہیں۔ وہاں کا رہن سہن اور کلچر و ثقافت ان میں رچ بس جاتا ہے۔ یہ، مغربی لوگوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ ان کا دین سے رشتہ برائے نام رہ جاتا ہے۔ اللہ و رسول کی باتیں ان کے لیے بے معنی ہو جاتی ہیں۔ دنیا ہی ان کی پہلی اور آخری ترجیح بن جاتی ہے۔ ان کا مرنا جینا فانی کائنات کے لیے ہو جاتا ہے۔ یہ کھانے کے لیے زندہ رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی تعلیم، ان کے اقتدار، ان کے رعب و دبدبے کا سارا زور مغربی آقایانِ ولی نعمت کے حق میں اور اپنے مسلمان بھائی بندوں کے خلاف استعمال ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مغربی درس گاہوں میں وہ صرف دنیا کی تعلیم ہی حاصل کرنے جاتے ہیں۔ البتہ اگر دین کے دو چار لفظ بول بھی لیں، تو وہ بھی مستشرقین کا "جدید اسلام" ہی ہوتا ہے، جو ان کے اندر ہلچل پیدا کر کے منہ کے ذریعے باہر نکل رہا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ طبقہ، دینِ اسلام کی اصل روح سے ہمیشہ نابلد ہی رہا ہے۔ مستشرقین کے سامنے زانوائے تلمذتہ کرنے والے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے میں جُت جاتے ہیں۔ ان کا مَن جو کہے، وہی 'اسلام' کہلاتا ہے۔ ان کے ڈھوکے پر مبنی دین سے تعلق داری صرف جمعہ اور عیدین کی نمازوں تک ہی محدود رہتی ہے۔

اب آپ خود بتائیں، ایسوں سے بھلائی کی توقع کس بھلے مانس کو ہو سکتی ہے! ان حکمرانوں میں تو عقل نام کی کوئی متاع ہے ہی نہیں۔ کہتے ہیں کہ عقل سیکھنے سے آتی ہے۔ جتنا سیکھتے جاؤ، عقل کا پیمانہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ عقل میں بالیدگی اور مہارت، عقل استعمال کرنے سے آتی ہے۔ میں یہاں

اس بات پر اُلجھ گیا ہوں کہ "سردار لوگ" عقل سیکھتے ہی نہیں ہیں..یا..وہ بنیادی طور پر ہی ایسے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ساری دنیا کے "قہقہہ خیز لطیفوں" کی زد میں رہتے ہیں..... میں سوچتا ہوں کہ شاید ہمارے حکمران بھی "سردار نسل" کا ہی ایک طبقہ ہو گا۔ کیوں کہ کئی ایسے ہی "سرداروں" کے چٹکلوں پر ہی دنیا میں جگ ہنسائی کے رسوا کن مواقع پیدا ہو چکے ہیں۔

جب عقل میں بالیدگی اور مہارت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ مکمل دیانت داری کے ساتھ ماضی، حال اور مستقبل کے تناظر میں قوم کے بارے میں سوچ وبچار کرتی ہے۔ وہ حالات کے انجام پر شِکرے کی طرح نظریں گاڑھے رکھتی ہے۔ وہ عقابی نگاہ کی مالک بن جاتی ہے۔ لیکن مسئلہ تو یہاں آ کے اٹک جاتا ہے کہ مسلم حکمرانوں نے کبھی بھوکا رہنا سیکھا ہی نہیں ہے۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ خالی پیٹ کا عالم کیا ہوتا ہے۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ اسلام کی عزت کے لیے لڑنا کسے کہتے ہیں۔ انہیں تو اللہ کے دشمنوں سے دشمنی ہی نہیں کرنا آتی۔ انہیں ہر دم مکالمہ بین المذاہب اور قوموں کے درمیان مساوات کے مروڑ اُٹھتے ہیں۔ انہیں فنا فی اللہ کی تہہ میں چھُپا بقا کا راز نظر نہیں آتا۔ انہیں اگر کچھ آتا ہے تو شراب وکباب کی محفلوں میں رقص سرود آتا ہے۔ نائٹ کلبوں کی دھیمی روشنی میں عزت وناموس کو بے لباس کرنا آتا ہے۔ وہ پیٹ بھرتے، شراب پیتے اور دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر لمبے سوجاتے ہیں۔ جس سے اُن کی عقل پر، پردہ پڑا رہتا ہے۔ ان کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ ان کی عقل مستور ہو جاتی ہے۔ تب منصوبوں کی تدبیر میں فساد آ جاتا ہے۔ تب ان منصوبوں کی تکمیل میں ناکامی سی رہتی ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ "لوگ ناکام ہونے کے منصوبے نہیں بناتے، بلکہ منصوبے بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔" ان کی منصوبوں میں ناکامی کی بنیادی وجہ عقل کو زائل کر دینے والی چیز 'اُم الخبائث' شراب ہے۔ اسی خرابیِ عقل کی وجہ سے غیروں کے آگے جھکنا آسان ہو جاتا ہے۔ انہیں خدا ماننے کا داعیہ بھی جنم لے لیتا ہے۔ تب انہیں مسلمانوں کی فکر بھی نہیں رہتی۔ اپنا ہی گولہ وبارود اپنے ہی خلاف استعمال کرنے کی ہمت بھی ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنوں کو آنکھیں اور غیروں کو دل دکھانے کی جرأت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنا بھی سیکھ لیتے ہیں۔ اپنی دولت عیاشیوں میں لُٹا کر کشکول تھامے بھیک مانگنا بھی آ جاتی ہے۔ تب بے ضمیری اور مُردہ دلی ان سے ایسے ایسے بھیانک کام کرواتی ہے کہ انسانیت تڑپ کر رہ جاتی ہے۔ اور مسلمانیت سسک کر رہ جاتی ہے۔

یہاں سوچ کا رخ ایک نیا موڑ مڑتے ہوئے اس طرف آ جاتا ہے کہ جب یہ ظالم حکمران سراسر اللہ کی مخالفت میں ڈٹے رہتے ہیں، تو یہ پکڑ میں کیوں نہیں آتے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے غرناٹ بچ جاتے ہیں۔ وہ فسق فجور میں ایسی ایسی کارگزاریاں کرتے ہیں، جو شرعاً حد کی سزا کو واجب کرتی ہیں۔ ہم فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ ایسے شیطانوں کے خلاف جرائم ثابت ہونے پر حد لاگو کون کرے گا؟ یہ بات تو بہت پریشان کرتی ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ اپنے مقام ومرتبے کی وجہ سے قابلِ احترام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اس اُلجھن کو سُلجھانے والی ایک حوصلہ افزا صورت یہ ہے کہ مہلت ختم ہونے کے فوراً بعد یہ لوگ ناقابلِ فہم انداز میں قدرتی پکڑ میں آ جاتے ہیں۔ جیسے اللہ ایسی ایسی جگہوں سے انسان کو رزق دیتا ہے، کہ وہاں تک اُس کا گمان ہی نہیں پہنچ پاتا، تو یوں ہی وہ اپنے نافرمان بندوں کو بھی ایسی ایسی جگہوں سے گرفتار کر لیتا ہے کہ مجرم انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ پھر ایسے ظالم، فاسق، فاجر لوگ اگر حکمران اور پھر مسلمان حکمران ہوں تو ان کی ذلت ورسوائی کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عجیب وغریب حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ظلم کی کمائی پنچھی کے پَر لگا کر آناً فاناً اُڑ جاتی ہے۔ وہ ایسی سزا، اور برے انجام سے دو چار ہوتے ہیں کہ اسے سوائے عذاب کے اَور کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔ ایسے لوگ انتہائی بھیانک طریقے سے قتل ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ اس کی عبرت ناک مثالیں ہمارے ارد گرد جا بجا بکھری پڑی ہیں۔ تبھی تو قرآن کہتا ہے: "اے بصیرت والو! عبرت حاصل کرو۔"

اب ہمارے پریشان مسلمان بھائیوں کو تسلی ہو جانی چاہیے۔ انہیں یقین کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔ جان رکھو! اللہ کے دربار میں دیر تو ہے، لیکن اندھیر نہیں ہے۔ ڈھیل تو ہے، لیکن کھُلی چھٹی نہیں ہے۔ کبھی کبھی اللہ کا فیصلہ دیر سے آتا ہے، لیکن ہمیشہ درست آتا ہے۔

﴿::::::﴾

جنگی جرائم

تحریر: سید سعید

{جولائی 2013}

3جولائی 2013 کو جارحیت پسند فوجیوں نے نائٹ آپریشن کے سلسلے میں صوبہ زابل ضلع اتغر کے گاوں پیتاو پر چاپہ مارا، بے شمار لوگوں کو اذیتیں دینے اور ان پر مظالم ڈھانے کے بعد6، افراد کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

4جولائی کو صوبہ فاریاب ضلع قیصار کے علاقے جگدلیگ میں نیشنل آرمی نے فائرنگ کرکے ایک خاتون اور ایک مرد کو شہید، اور ایک بچے کو زخمی کیا

7جولائی جارحیت پسند فوجیوں نے صوبہ غزنی ضلع شلگر میں 2عام افراد کو گرفتار کیا۔

8جولائی کو جارحیت پسندوں غزنی ضلع مقر میں 3عام افراد کو شہید کیا۔

9جولائی کو صوبہ قندوز ضلع دشت ارچی کے علاقے حاجی قرو کے علاقے میں اربکی کمانڈر "شینا" نے تین عام شہریوں محمد قاسم ولد گجر، نجیب اللہ ولد قاسم، نورآغا ولد ابراہیم کو شہید کیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب مذکورہ افراد نے اربکی کمانڈر کو عشر دینے سے انکار کیا تھا۔

9جولائی کو جارحیت پسند فوجیوں نے زابل ضلع سیوری کے علاقے لوی شابیل میں آپریشن کے دوران بہت سے عام لوگوں کو مظالم کا نشانہ بنایا اور 2افراد کو شہید کردیا۔

10جولائی کو زابل ضلع شاجوئی کے علاقے تاج محمد گاوں میں جارحیت پسندوں نے چاپے کے دوران بہت سے عام لوگوں کو اذیتوں کا نشانہ بنایا۔

12جولائی کو ہلمند ضلع گریشک کے علاقے حیدر آباد اور شورکی کے درمیان کھیلنے والے تین بچے جارحیت پسندوں کی ہوائی فائرنگ میں ہلاک ہوگئے۔

14جولائی کو جارحیت پسندوں نے بغلان ضلع مرکزی بغلان کے علاقے ذکر خیل میں چاپے کے دوران لوگوں کے گھروں کی تلاشی لی اور 5عام مقامی افراد کو گرفتار کرکے قید کردیا۔

16جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ بغلان ضلع مرکزی بغلان کے علاقے زمان خیل کے شاگولیانو گاوں میں ایک مقامی فرد کے گھر پر چاپہ مارا، تلاشی کے دوران اس گھر کے 1فرد کو شہید اور 2 کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

17جولائی کو جارحیت پسندوں تخار ضلع اشکمش کے علاقے چشمہ مایان پر چاپہ مارا ،لوگوں کے گھروں کی تلاشی لی، انہیں بے انتہا مالی نقصان پہنچایا اور پھر 6عام افراد کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔

18جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے علاقے سیفن پر چاپے کے دوران 3افراد کو گرفتار کردیا۔

18جولائی کو صوبہ ہرات ضلع کلران کے علاقے کولاب میں خارجی اور داخلی فوجیوں نے چاپہ مارا۔ چاپے کے دوران عام لوگوں کی 6موٹرسائیکلیں اور فصلوں کے لیے رکھا کیمیائی کھاد جلاڈالا۔ مذکورہ فوجیوں نے تلاشی کے دوران گھروں سے قیمتی اشیاء اور آٹھ لاکھ نقد رقم لوٹ لیے۔ اور جاتے ہوئے اپنے ساتھ 5افراد کو گرفتار کرکے لے گئے۔

19جولائی کو جارحیت پسند فوجیوں نے ننگرہار ضلع شیرازدو کے علاقے وڈیسا میں ایک عام آدمی کے گھر پر چاپہ مارا، تلاشی کے دوران انہیں بے شمار مالی نقصان پہنچانے کے بعد مذکورہ گھر کے سربراہ "پہلوان" کو ان کے دو بیٹوں اور گاؤں کے امام مسجد سمیت گرفتار کرکے لے گئے۔

21جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ بغلان کے مرکزی ضلع کے شاگولیان کے علاقے میں چاپے کے دوران 2افراد کو گرفتار کیا۔

22جولائی 13 رمضان المبارک صوبہ میدان وردگ کے مضافاتی علاقے سہاکو میں کابل انتظامیہ کے سپیشل فورس کی گاڑی بارودی سرنگ کا نشانہ بننے کے

بعد فورس کے اہلکاروں نے گاؤں پر سخت بے رحمانہ فائرنگ کی، جس میں ایک خاتون شہید ہو گئیں۔ بعد ازاں عام لوگوں پر سخت تشدد کیا۔ لوگوں کے گھروں اور سڑک کے کنارے پڑے گندم کے ڈھیروں کو آگ لگادی۔ کئی گھروں کے شیشے اور الماریاں جن میں قرآن مجید بھی رکھے ہوئے تھے توڑدیے۔ قرآن مجید کے نسخے اٹھا کر زمین پر پھینکے اور انہیں جوتوں سے روندتے چلے گئے۔

24جولائی کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے موسازو کے گاؤں میں داخلی فوجیوں نے آپریشن کے دوران تین عام افراد [گاؤں کے امام مسجد مولانا لطف اللہ، ان کے نوجوان بیٹے اور ایک اور کاریگر] کو اپنے باغ میں کام کرتے ہوئے شہید کردیا۔

24جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ زابل، ضلع بران خیل کے علاقے میں چھاپے کے دوران عام افراد کو تکلیفیں دیں اور ملا صدیق اللہ نامی گاؤں کے ایک فرد کو شہید کردیا۔

22جولائی کو جارحیت پسندوں نے ہلمند ضلع موسی کلا کے ایک گاؤں "کسی" میں چھاپہ مار کر ایک فرد کو شہید اور ایک کو گرفتار کیا۔

25جولائی کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے بازار کے قریب ارغنداب کے سڑک پر کلاخیلو کے علاقے میں اربکیوں کا ایک کمانڈر "مجاہد" اپنے محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ دیگر اربکیوں نے اس علاقے سے عام لوگوں کو گھروں سے نکالا، ان پر تشدد کیا اور 6 افراد کو شہید اور کئی کو زخمی کیا جن میں بچے بھی شامل ہیں۔

25جولائی کو صوبہ کنڑ، ضلع مانوگی کے علاقے ٹنٹیل میں داخلی فوجیوں نے مارٹر کا ایک گولا ایک گھر پر گرایا جس میں خواتین بچوں سمیت 11 افراد زخمی ہوئے۔

27جولائی کو صوبہ پکتیا ضلع زازی اریوب کے علاقے رقیان میں داخلی فوجیوں کے مارٹر گولوں کی فائر میں 3 عام افراد [باپ اور دو بیٹے] شہید اور 5 زخمی ہوگئے۔

28جولائی کو بدخشان ضلع وردوج کے علاقے تیر گران اور غنیو میں داخلی فوجیوں اور مجاہدین کے درمیان ہونے والے ایک معرکے کے بعد داخلی فوجیوں نے عام لوگوں کو سخت زدو کوب اور ان پر تشدد کیا۔ بعد ازاں ان کے گندم کے ڈھیر اور ٹریکٹر بھی جلادیے۔

29 جولائی کو صوبہ قندہار ضلع ڈنڈو کے علاقے کرز میں ہلاک ہونے والے کمانڈر حاجی صالح کے بیٹوں نے اپنے والد کا بدلہ عام لوگوں سے لیا اور ایک ہی خاندان کے تین افراد [باپ اور دو بیٹوں] کو شہید کیا۔

29جولائی کو جارحیت پسند فوجیوں نے کندوز ضلع دشت ارچی کے علاقے حاجی زرغون اور حاجی سرفراز کے گاؤں میں لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے، کچھ لوگوں کو مظالم کا نشانہ بنایا، انہیں مالی نقصان پہنچایا اور 6 افراد کو گرفتار کرکے قید میں ڈال دیا۔

30جولائی صوبہ قندہار ضلع پنجوائی کے علاقے مشان کے گاوں سیدان میں داخلی فوجیوں نے افطاری کے وقت لوگوں پر فائرنگ کردی، دو عام افراد کو شہید اور 6 افراد کو بچوں سمیت زخمی کردیا۔

30جولائی کی شام کو صوبہ غور ضلع تیوری کے علاقے آنہ میں اربکی کمانڈر ڈاکٹر ابراہیم نے تین مقامی بوڑھوں کو اپنے گھروں سے نکالا اور پھر شہید کرڈالا،

30جولائی کی شام اربکیوں نے صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے "شبار" کے گاوں "شاوخیلو" میں ایک عام شخص احسان اللہ کو اپنے گھر سے نکال کر شہید کردیا۔

30جولائی کو صوبہ نورستان ضلع کامدیش کے گاوں کوٹیا پر داخلی فوجیوں پر داخلی فوجیوں نے مارٹر کا گولہ فائر کیا جس میں ایک معمر شخص حاجی خان محمد شہید ہوگیا۔

31جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے علاقے لوئے چراہے میں ایک فرد حاجی عبدالقیوم کے گھر پر یلغار کردی۔ اس چھاپے میں 9 افراد گرفتار کیے گئے۔

ماٰخذ: بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو۔ افغان اسلامی اژانس، پژواک، روہی، لراوبر، نن ٹکی آسیا، بینوا ویب سائٹس۔

سات ہلاک خیز گناہ، سات بڑے گناہوں سے بچو

(۱) شرک (۲) جادوگری (۳) قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) مال یتیم کو ہڑپ کرجانا (۶) میدان جہاد سے فرار ہونا (۷) مومن اور معصوم عورتوں پر تہمت لگانا۔

سی آئی اے کی رخصتی۔۔۔!

تحریر: عبید اللہ تنویر

واشنگٹن پوسٹ کے مطابق سی آئی اے کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب وہ کسی ملک میں اپنا جال بچھائے تو جب تک اس کے اہداف اور مقاصد پورے نہ ہوئے ہو یا اسے چیلنجز اور رسوائی کا سامنا کرنا نہ پڑے تب تک وہ وہاں سے نہیں نکلے گی، افغانستان میں سی، آئی، اے کی کامیابی کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے، کیونکہ طالبان کی قوت آئے روز مضبوط ہو رہی ہے، وہ کمزور ہونے کی بجائے مضبوط ہو رہے ہیں اور ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور اب یہ حقیقت بھی آشکارا ہوئی کہ طالبان عسکری میدان میں کامیابی کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی پیشرفت کر رہے ہیں حال ہی میں قطر میں ان کا سیاسی دفتر اس کا واضح ثبوت ہے۔

اب یہی معلوم ہو رہا ہے کہ سی آئی اے کو افغانستان میں کئی چیلنجز اور مشکلات کا سامنا ہے اس لئے وہ اب یہاں سے جانے کی کوششوں میں مصروف دکھائی دے رہی ہے تاکہ وہ یہاں کسی بڑی تباہی اور رسوائی سے محفوظ رہے۔

سی، آئی، اے کے سربراہ "جان برنان" نے میڈیا سے گفتگو میں افغانستان میں سی آئی اے کے مراکز بند کرنے کا عندیہ دیتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے سی، آئی، اے کے کئی اہم خفیہ اور ظاہری اڈے بند کر کے ان کے عملے کا کام محدود کیا جائے، ان کا مزید کہنا تھا کہ افغانستان میں جاسوسی کا کام مشکل ہے اس لئے مخالفین کے ساتھ آمنے سامنے لڑائی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ سی آئی اے کے لئے افغانستان سودمند نہیں رہا، یہاں اس کے لئے کئی خطرات درپیش ہیں، شمالی اتحاد، سیاف جیسے مزدور اور مغرب کے تربیت یافتہ ایجنٹوں (جو کھلم کھلا امریکہ کے لئے جاسوسی کر رہے ہیں) کے علاوہ بہت کم لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے ڈالر کے عوض مجاہدین کے ساتھ دشمنی مول لے کر غیر ملکیوں اور امریکیوں کے لئے جاسوسی کی خدمات انجام دیئے ہوں۔

امارت اسلامیہ کے سینئر رہنما بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ امریکی افغانوں سے جاسوسی کا کام لینے میں ناکام رہے ہیں، کیونکہ افغانوں میں دینی اور افغانی جذبہ ہے اور وہ اس بات کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں کہ وہ امریکہ کے لئے کسی مسلمان مجاہد کی جاسوسی کریں۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ 13 برسوں کے دوران جاسوس کے نام پر بہت کم لوگ طالبان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں بلکہ بڑے صوبوں میدان وردگ، لوگر، ننگرہار اور پکتیا میں بھی وہ افراد جن کو طالبان نے جاسوسی کے جرم میں قتل کیا ہے ان کی تعداد 200 سے بھی کم ہے۔

اسی وجہ سے امریکی اب جاسوسی کے کام سے بیزار اور مایوس ہو چکے ہیں انہوں نے چوروں، ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ عناصر سے قومی لشکر بنانے اور تشکیل دینے کی کوششیں شروع کر دی ہیں لیکن یہ لوگ (قومی لشکر) اپنے علاقوں میں انتہائی بدنام اور نفرت کی علامت بن چکے ہیں۔

واشنگٹن پوسٹ نے سی آئی اے کے ایک اہلکار (جو افغانستان میں تعینات ہے) کے حوالے سے لکھا ہے کہ رواں سال 25 جون کو کابل میں آریانا ہوٹل (جو افغانستان میں CIA کا سب سے بڑا مرکز ہے) پر شدید حملہ ہوا، یہ بھی افغانستان میں سی آئی اے کے مراکز بند کرنے یا کم کرنے کا ایک سبب ہے۔

واشنگٹن پوسٹ نے آخر میں لکھا ہے کہ موجودہ صورتحال کے پیش نظر سی آئی اے اور کابل حکومت کے درمیان تعلقات میں کشیدگی آئی ہے کیونکہ سی آئی اے نے چند ماہ پہلے ڈالروں کی بوریوں کے ان رازوں سے پردہ اٹھایا اور انکشاف کیا جو وہ گزشتہ بارہ برسوں سے خاص خدمات کے عوض بغیر کسی حساب کے ارگ (ایوان صدر) کو دے رہے تھے۔

ارگ (صدارتی ایوان) کے اہلکاروں کا کہنا ہے کہ مذکورہ انکشاف کی رسوائی نے ارگ اور امریکہ کو شدید نقصان پہنچایا کیونکہ اس میں ارگ کے تمام معاملات اور فیصلوں کا دارمدار سی آئی اے کے رحم اور کرم سے منسلک ظاہر کیا، ادھر امریکہ کو بھی شدید دھچکہ پہنچا۔ ایک طرف وہ کابل میں مسلط کردہ جمہوریت کی حمایت کر رہا ہے اور دوسری طرف اس کا اصل چہرہ سی آئی اے نے بے نقاب کر دیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ کابل کی حکومت منتخب جمہوری اور خود مختار حکومت نہیں ہے بلکہ یہ مسلط کردہ ادارہ ہے جو دراصل سی آئی اے کے احکامات پر کاربند اور عمل پیرا ہے اور اس کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے۔

⇛⇛⇛

عیدالفطر سے مکالمہ!

تحریر: میوند سادات

عیدالفطر، آپ کو معلوم ہے کہ نہیں؟ صلیبی وحشی اتحاد کے درندوں نے میرے مقدس حریم پر ناپاک قدم رکھے ہیں، محلوں اور گھروں پر بمباریاں کر رہے ہیں، مسجدوں کو تباہ کر رہے ہیں، سرسبز باغات اور فصلوں کو زمین کے ساتھ ہموار کر رہے ہیں، عورتوں، معصوم بچوں اور بوڑھوں کو دہشت گردی کے نام نہاد جرم کی پاداش میں شہید کر رہے ہیں، تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں، جیلوں میں ڈال رہے ہیں اور کتوں سے کاٹ رہے ہیں۔

عیدالفطر ! آپ کو پتہ نہیں ہے؟ مہذب دنیا کے انسانیت نواز! میری سرزمین، پہاڑوں، صحراؤں، فصلوں، محلوں اور گھروں پر ڈیزی کٹر بم اور کروز میزائل برسا رہے ہیں، اور کیمیائی (ممنوع الاستعمال) مواد کے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں، میرے مظلوم عوام سے ایک نوالہ روٹی کے بدلے میں مقدس عقیدہ چھین رہے ہیں، یا کم از کم دین اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں، میری نوجوان نسل کو آزادی کے نام پر فحاشی اور گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں اور مغربی تہذیب اور کوٹ پتلون کلچر ہم پر مسلط کر رہے ہیں۔

عید! متمدن دنیا کے خیر خواہ میری تاریخ مسخ کر رہے ہیں، میری تہذیب تبدیل اور کلچر بدنام کرنے لگے ہیں، اقدار کا مذاق اڑا رہے ہیں، میرے اسلاف کو بے وقوفوں کا خطاب دے رہے ہیں، جوانمردوں کو جنگجوؤں کے نام سے پکار رہے ہیں، دنیا کے سامنے مجھے ایک جاہل، وحشی اور شدت پسند قوم کے طور پر پیش کر رہے ہیں، لیکن دیکھئے عید: یہ جنگ میں نے تو شروع نہیں کی ہے بلکہ مجھ پر مسلط کی گئی ہے، میری سرزمین مغرب کے مذہبی دیوانوں اور پیٹ پرست رہنماؤں کی خواہشات اور ہوس کا شکار ہے، جی ہاں! عالمی صلیبی صہیونی دہشت گرد کی وحشت اور دہشت کی قربانی کا شکار ہوں۔

عید آپ جواب دیں ! اوپر بیان کئے گئے دلخراش واقعات کے حالات میں آپ کی آمد مناسب ہے؟ یہ اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ خطے میں ہم سے زیادہ کون آپ کا استقبال کرتا؟ ، آپ کی مناسبت سے میلے اور جشن مناتے اور مہمان نوازی کرتے تھے، دوست واحباب کے گھروں میں آمدرفت کی ایک اچھی روایت قائم تھی، جی ہاں ! یہ سب کچھ اس وقت کرتے تھے جب ہم خودمختار تھے، غیر ملکی سامراج ہم پر مسلط نہیں تھے، زمین اور فضا محفوظ تھی، خارجہ اور داخلہ پالیسیاں ہم خود بناتے تھے، مطلب یہ اپنی زمین اور اپنا اختیار تھا، ہر شخص آزاد تھا، لیکن اب آپ نہ آئیں! ہمارے نوجوان اپنے گھروں سے نکلے ہیں، مورچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، عالمی اژدھے کے چنگل سے یرغمال کی گئی شہزادی کو رہائی دلائیں گے۔ اپنے سروں کی قربانیاں دے رہے ہیں اور اژدہا کا پیٹ پھاڑ رہے ہیں۔ محکوم اقوام کی آزادی کی جدجہد کر رہے ہیں، جی ہاں دنیا کو عالمی استعمار "امریکہ" کے شر سے محفوظ کرنے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اے محبوب عید! آپ چھوٹی ہے، بڑی عید (عیدالاضحیٰ) سے میری قربانی کا فلسفہ پوچھیں، میں کس طرح جوانمردی کے ساتھ قربانی کے میدان تک ہنستے ہوئے دوڑ کر گیا تھا اور اپنا سر اپنے رب کے حکم پر چھری کے نیچے رکھ دیا تھا، ہوسکتا ہے کہ میری اس قربانی کے فلسفے کا شور ہے جو کہتے ہیں "ٹیڑھا گردن چھری نہیں کاٹتا"

اے میرے اللہ! شکر ہے کہ تونے مجھے باطل کے مقابلے کے لئے چنا، کچھ انتظار کریں چھوٹی عید! کام کے لوگ مورچوں میں پڑے ہیں، کمین گاہوں میں بیٹھے ہیں، دشمن پر وار کر رہے ہیں، ان کی گردنیں توڑ رہے ہیں، ان کے دانت نکال رہے ہیں، ناک کے چنے چبوا رہے ہیں، ان کے منصوبے خاک میں ملا رہے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو رسوائی دشمن کی مقدر بنے گی، ہم خودمختاری حاصل کریں گے۔ بیواؤں، یتیموں اور شہداء کی امنگوں کو پورا کر رہے ہیں، امن کا سفید جھنڈا لہرا کر دم لیں گے۔ جی ہاں! امن لائیں گے، عدالت قائم کریں گے اور اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ معذرت چاہتا ہوں کچھ اور انتظار کریں۔ پھر جب آزادی کی بہاریں ہوں تب تم بھی آنا۔

افغانستان جون 2013 میں

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ نقصانات اور واقعات کی تفصیلی معلومات الامارہ ویب سائٹ اور دیگر خبری ویب سائٹس پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جون 2013 میں بہت سے اہم واقعات وحادثات پیش آئے۔ جن میں سب سے اہم قطر میں امارت اسلامیہ کے دفتر کا افتتاح، مجاہدین کے ہلاکت خیز حملے۔ صدارتی محل کے دروازوں پر دستک، اور داخلی وخارجی دشمن کے نقصانات میں اضافہ ان سب کا مطلب دشمن کی مکمل شکست ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر واقعات ذیل میں دیے گئے عنوانات کے تحت آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

خارجی دشمن کے نقصانات:

خارجی فوجیوں نے گذشتہ مہینوں اور سالوں کی طرح اس ماہ بھی بہت سے جانی نقصانات اٹھائے۔ جن میں ان کی جانب سے 27 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف ان کی جانب سے کیا گیا ہے، جن میں 14 امریکی فوجی شامل ہیں۔ ان 27 فوجیوں کے بشمول رواں سال 2013 میں ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد 95 ہوگئی ہے۔ اور پورے گیارہ سالہ جارحیت کے عرصے میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی فوجیوں کی کل تعداد 3344 ہوگئی ہے۔ ہلاکتوں کی حقیقی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

ان اعداد وشمار میں ان سیکڑوں عام سول افراد اور غیر عسکری اہلکاروں کے نقصانات کی تعداد شامل نہیں ہے جنہیں ملکی جارحیت میں قرار دادی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ہر ماہ سیکڑوں ایسے افراد مکمل طور پر معذور ہوجاتے ہیں اور اپنے جسم کے اعضاء ہار جاتے ہیں مگر دشمن نے کبھی ان کے اعداد وشمار ذکر نہیں کیے۔ دشمن کے اعتراف کے مطابق ستمبر 2012 تک 18474 امریکی زخمی اور معذور ہوچکے ہیں۔ دیگر ممالک کے زخمیوں اور معذوروں کی تعداد بھی شامل کرلی جائے تو یہ گنتی ایک لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔

خارجی فوجیوں کے جانی نقصانات:

دشمن کو ہر وقت مجاہدین کے حملوں اور معرکوں کا سامنا رہتا ہے۔ ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جس میں ان کے قافلے حملوں اور بارودی سرنگوں کا شکار نہ ہوتے ہوں یا کوئی طیارہ، کیمپ یا رہائشی مقام مجاہدین کے حملوں کی زد میں نہ آتے ہوں۔ ان مذکورہ بالا تمام کارروائیوں میں دشمن کو جانی نقصانات کے ساتھ سخت مالی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔

اس ماہ کے دوران درجنوں ٹینک، گاڑیاں، کنٹینرز مجاہدین کے حملوں میں جل کر خاکستر ہوگئے۔ ایسے واقعات میں سے چند اہم واقعات کی جانب ذیل میں اشارہ کریں گے۔

17 جون بروز پیر مجاہدین نے قندہار ضلع معروف میں ایک بغیر پائلٹ طیارہ گرا کر تباہ کر دیا۔

اس واقعے کے اگلے روز جارحیت پسندوں کا ایک ہیلی کاپٹر قندہار ضلع ڈنڈ میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن کر گر گیا۔

مزدور انتظامیہ اور جارح فوجیوں نے معمول کے مطابق اس واقعے کو ہیلی کاپٹر کی ہنگامی لینڈنگ قرار دیا اور نقصانات کے اعتراف سے گریز کیا۔

23 جون بروز اتوار جارحیت پسندوں کا ایک جنگی ہیلی کاپٹر لغمان کے ضلع قرغہ میں مجاہدین کی جانب سے گرا کر تباہ کیا گیا۔ دشمن کی جانب سے اس واقعے کا اعتراف نہیں کیا گیا لیکن عینی شاہدین نے ہیلی کاپٹر کے گرنے کی گواہی دی۔

داخلی دشمن کی صفوں میں نقصانات:

دشمن کے اعتراف کے مطابق حالیہ چند مہینوں میں ان کے نقصانات مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ پھر بھی اس کے تحقیقی اعداد وشمار ہمارے پاس نہیں ہیں۔ یہاں صرف چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے جو باقاعدہ طور پر مجاہدین کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئے۔ دشمن کی صفوں میں گھس کر مجاہدین نے جو کارروائیاں کی ہیں ان کی جانب ایک الگ عنوان میں اشارہ کیا جائے گا۔

7جون بروز جمعہ ایک مقامی کمانڈر بارودی سرنگ کے دھماکے میں اپنے 4 فوجیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

22جون بروز ہفتہ زابل ضلع شاہ جوئی کا سابق کمشنر جو تاحال دشمن کی صفوں میں کام کرتا رہا مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگیا۔

اس سلسلے میں ذرائع ابلاغ نے 27جون بروز جمعرات ہرات شہر کے ساتویں حلقے کا میئر اپنے چار محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

عوامی نقصانات اور عوامی مظالم:

جارحیت پسندوں اور ان کے ملکی مزدور فوجیوں کے ہاتھوں عوام کے قتل اور ان کو دی جانیوالی اذیتوں اور تکالیف کا سلسلہ اب اور شدید ہوگیا ہے۔ اس سلسلے میں میدان وردگ کے قضیے کے تصفیے کے لیے ملک کے قومی خائن عبدالرسول سیاف کو جارحیت پسند خارجی فوجیوں کی جانب سے مخصوص اہداف کے حصول کے لیے ثالثی کا اختیار دے دیا گیا۔ امریکی جارحیت پسندوں کے انخلاء کے بعد عوام کے قتل اور اغواء کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلے میں کچھ گرفتار کیے جانے والے لوگوں کی لاشیں بعد ازاں ملی ہیں۔ اس صوبے کے لوگوں نے 4جون کو ایک مظاہرے کے دوران تین مزید لاشیں ملنے کی اطلاع بھی دی۔ یہ لوگ امریکی فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے کے بعد قتل کیے گئے تھے جن کی لاشیں بعد ازاں فوجی اڈے کے قریب پائی گئیں۔

اس واقعے کے دو روز کے بعد 4جون کو خارجی جارحیت پسندوں نے کنڑ کے علاقے مانوگی میں ایک خاندان پر بغیر پائلٹ طیارے سے حملہ کیا جس میں تین بچے شہید ہوگئے۔ صوبائی انتظامیہ نے بھی اس واقعے کا اعتراف کیا اور تین بچوں کے ساتھ دو خواتین کے زخمی ہونے کی تائید بھی کی۔

مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں کے باعث داخلی وخارجی دشمنوں نے ظلم وحشت کا سلسلہ شدید کر دیا ہے۔ دشمن نے ہر حملے کے بعد عام لوگوں پر حملے اور بمباریاں کی ہیں اور بے گناہ افغانوں کو شہید اور زخمی کیا ہے۔ انہیں مالی نقصانات پہنچائے ہیں۔

14جون بروز اتوار ذرائع ابلاغ نے خبر دی کہ جارحیت پسندوں کے نتیجے میں صوبہ بدخشان میں دو بچے ہلاک ہوگئے ہیں۔ وردوج کے ضلعی کمشنر نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ اس ضلع کے علاقے غژان میں پیش آیا اس واقعے کے ایک روز بعد جارحیت پسندوں کے خاص فوجیوں نے ضلع شولگری میں ایک شخص کو قتل کیا۔ اس ضلع کے کمشنر نے ذرائع ابلاغ سے کہا کہ یہ کارروائی جارحیت پسندوں نے خود اپنی مرضی سے کی ہے اس بارے میں انہیں کوئی پیشگی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ اس نے مزید کہا جارحیت پسند ایک عام شخص کو قتل اور ایک شخص کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

امریکا کی جانب سے ایک طرف تو اختیارات کے انتقال کا ڈرامہ رچایا جارہا ہے اور دوسری طرف 25جون بروز منگل ایک فضائی حملے میں 3عام افراد کو شہید کر دیا گیا۔ جس ضلع میں یہ حملہ ہوا جس میں یہ افراد شہید ہوئے ہیں یہ ان اضلاع کی فہرست میں شامل ہے جہاں سیکیورٹی اختیارات گذشتہ سال مزدور فوج کے حوالے کیے گئے ہیں۔

اس وحشت ناک مظالم کے سلسلے میں 24جون بروز پیر مزدور پولیس اور کابل کے مشرقی علاقوں کے رہنے والوں میں ہنگامہ آرائی اور لڑائی میں 17افراد ہلاک اور زخمی ہوگئے ہیں۔ مظاہرین نے بعض حکومتی شخصیات کی جانب سے ان کی زمینوں کو غصب کیے جانے پر احتجاجی مظاہروں کا آغاز کر دیا تھا۔ جس کا جواب پولیس کی جانب سے فائرنگ سے دیا گیا۔ اس فائرنگ میں 17 مظاہرین شہید اور زخمی ہوگئے۔ مسئلہ حل کرنے کے لیے مزدور انتظامیہ نے ایک کمیشن تشکیل دے دیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ 29جون بروز ہفتہ اس وقت پیش آیا جب گورنر کے حامیوں اور مظاہرین میں ہاتھاپائی ہونے لگی۔ اس ہنگامہ آرائی میں کم از کم 3افراد شہید اور 52زخمی ہوگئے۔ یاد رہے تخار کے شہری گذشتہ ایک ہفتے سے گورنر، پولیس اور انٹیلی جنس سربراہ کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے

اس ماہ کے دوران کم از کم 43عام افراد شہید اور 12زخمی ہوگئے۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

حقائق کے ادراک اور جارح فوج سے نفرت اور بیزاری کے سبب اس ماہ کے دوران بھی دشمن کی صفوں سے لوگ گروپوں کی شکل میں مجاہدین سے ملے ہیں۔

خبری چینلز کی رپورٹس کی بنیاد پر اس ماہ کے دوران 250افراد نیشنل آرمی، پولیس اور اربکیوں کی صفوں سے الگ ہو کر اپنے ایمانی احساس اور ذمہ داری کی وجہ سے مجاہدین سے مل ہیں۔ ہتھیار ڈالنے والے کئی افراد اپنا اسلحہ اور دیگر وسائل بھی مجاہدین کے پاس لے کر آئے ہیں۔ ذیل میں ایسے چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے۔

4جون بروز ہفتہ، ایک کمانڈر ایک ٹینک اور دیگر بہت سے اسلحہ اور اہم وسائل کے ساتھ فراہ ضلع بالابلوک میں مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ 7جون بروز جمعہ پروان ضلع سیاگرد میں 15اربکی مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

8جون بروز ہفتہ ایک کمانڈر کئی فوجیوں کے ساتھ مجاہدین سے مل گیا۔ خبر میں مزید کہا گیا کہ مذکورہ کمانڈر نے 18 میل ہلکا وبھاری اسلحہ بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔ فراہ کے پولیس سربراہ نے بھی واقعے کا اعتراف کیا اور کہا کہ یہ کمانڈر 18 میل اسلحہ اور ایک ٹینک بھی اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ ایک معتبر

سیکیورٹی ذمہ دار نے کہاہے کہ یہ کمانڈر ضلع بالابلوک میں ایک گروپ کے سارے فوجی وسائل اور دھاکہ خیز مواد بھی اپنے ساتھ لے کر گیاہے۔

12جون بدخشان کے ضلع جرم میں 35 افراد نیشنل آرمی کے مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

24جون کو دشمن کے اعتراف کے مطابق صوبہ زابل کے مرکز میں نیشنل آرمی کے 5 ،افراد مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

جارحیت پسندوں اور داخلی مزدوروں سے نفرت اور بیزاری:

خارجی جارحیت پسندوں اور داخلی مزدوروں کے ظلم اور وحشت کے باعث ساری قوم ان سے نفرت کرنے لگی ہے۔ حتی کہ وہ لوگ جو ان کی صفوں میں کام کررہے ہیں وہ بھی ان کے اس طرح کے اعمال کے باعث ان سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ ان کے مظالم اس بات کا باعث بنے ہیں کہ ان کے اپنے لوگ مجاہدین سے رابطہ کرکے ان پر ہلاکت خیز حملے کرنے کے بعد مجاہدین سے مل رہے ہیں۔ یہاں اسی قسم کے چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہاہے۔

8جون بروز ہفتہ پکتیا ضلع خیرکوٹ ایک حملے کے نتیجے میں دشمن کے اعتراف کے مطابق کم از کم 3 خارجی جارح فوجی ہلاک ہوگئے۔ دیگر ذرائع نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی ہے اور کہاہے کہ نیشنل آرمی کے ایک اہلکار نے خارجی فوجیوں پر فائرنگ کرکے بہت سے فوجیوں کو ہلاک کردیاہے جن کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی۔

دشمن کی صفوں میں گھس کر حملوں کا سلسلہ بیرونی اور داخلی فوجیوں کی صفوں میں اب بھی جاری ہے۔ جس میں ہفتے کے روز ہلمند ضلع گریشک میں ایک مقامی پولیس اہلکار نے اپنے 7ساتھیوں کو ہلاک کیاہے۔ ایک انٹیلی جنس اہلکار نے نام ظاہر نہ کرتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ حملہ کرنے والا اہلکار چیک پوسٹ کے سارے اہم وسائل اور ہتھیار اپنے ساتھ اٹھا کرلے گیاہے۔

ان واقعات کے بعد کابل انتظامیہ کی وزارت داخلہ نے صحافیوں سے کہاہے کہ پولیس میں زخمی اور ہلاک ہونے والوں میں بیس فیصد اضافہ ہوگیاہے۔

13جون بروز جمعرات ایک پولیس اہلکار نے اپنے 4ساتھیوں کو ہلاک کیا۔ صوبہ ہلمند کے حکام نے واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے کہاکہ مذکورہ اہلکار اپنے 4ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد چیک پوسٹ کے سارے اہم وسائل اور اسلحہ اٹھاکر اپنے ساتھ لے گیاہے۔

خالد بن ولیدؓ آپریشن:

خالد بن ولید آپریشن کا سلسلہ پوری شدت اور کامیابی سے جاری ہے۔ اس ماہ کے دروان بہت سی کامیابیاں ہاتھ آئی ہیں جن کی جانب یہاں اشارہ کیاجاتاہے۔

3جون بروز جمعرات امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ پکتیا ضلع چمکنی میں خارجی فوجیوں کے کیمپ پر حملہ کردیا جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 2فوجی ہلاک ہوگئے۔ یادرہے ثقہ رپورٹوں کے مطابق اس حملے میں 10 فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

4جون بروز جمعرات امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع شیرزاد میں ہونے والے ایک اور حملے میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 7گرجستانی فوجی ہلاک کردیے۔ گذشتہ ماہ بھی گرجستانی فوجیوں پر حملہ ہوا تھا جس میں ان کو سخت نقصانات اٹھانے پڑے تھے۔ اگرچہ دشمن نے 7افراد کے قتل کا اعتراف کیاہے مگر درحقیقت ہلاک ہونے والے فوجیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وزیر دفاع کو فورا افغانستان آنا پڑا۔

17جون بروز پیر دشمن کے انٹیلی جنس اداروں اور مستحکم مراکز پر حملے مزدور حکومت کی دارالحکومت میں کیے گئے تھے۔ ائیرپورٹ سے ہونے والے اس حملے میں بہت سے خارجی فوجی ہلاک ہوگئے اور بہت زیادہ مالی نقصان بھی انہیں اٹھانا پڑا۔ حملوں میں زخمی ہونے والے اطالوی شہری نے جمعہ کے روز ہسپتال میں جان دیدی۔

ان مراکز کے ساتھ زابل میں بھی صوبائی شوری {اسمبلی} کی عمارت پر ایک اور ہلاکت خیز حملہ ہوا جس میں پولیس اور حکومتی ارکان ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اس واقعے کے ایک روز بعد ججوں کے ظالمانہ اور بے انصافی پر مبنی فیصلوں کے خلاف کابل میں سپریم کورٹ پر عوامی حملوں کا آغاز ہوگیا جس میں مذکورہ ادارے کے بلند رتبہ عہدیداروں سمیت 54افراد ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

ملک کے مختلف حصوں میں اور صوبوں میں مجاہدین کے پے درپے حملوں نے کابل کی مزدور انتظامیہ اور اس کے بیرونی آقاؤں کو سخت پریشان کردیاہے۔ اس حالت سے نکلنے اور ان حملوں سے نجات کے لیے سیکیورٹی فورسز بھیجنے کا سلسلہ اور تیز کردیاہے تاکہ اپنے ہارے ہوئے لشکروں اور فوجیوں کو ایک بار پھر سے حوصلہ دیاجائے۔

19جون بروز بدھ امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے افتتاح کے دن ضلع بگرام میں جارحیت پسندوں کے سب سے بڑے فوجی مرکز پر میزائل حملے ہوئے جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق کم از کم 4امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اگرچہ اس حملے میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے مگر انہوں نے اس حوالے سے کچھ کہنے سے گریز کیاہے۔ اس حملے کا مطلب یہ ہے کہ امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کا افتتاح جہاد کی تنزلی نہیں۔ جہاد یونہی جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

25جون بروز منگل ہونے والے ایک حملے میں مجاہدین نے اللہ تعالی

کی مدد اور توفیق سے صدارتی محل کے سیکیورٹی چیک پوسٹ سے گزر کر صدارتی محل کے دروازے پر دھماکے کر دیے۔ مجاہدین نے یہاں داخل ہونے کے بعد سخت دھماکے کیے جس سے دشمن کو سخت نقصان پہنچا۔ لیکن دشمن نے صرف تین محافظین کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔

مجاہدین کی قوت پر دشمن کا اعتراف:

خارجی جارحیت پسند اور داخلی مزدوروں نے مسلسل جانی ومالی نقصانات اٹھانے کے باوجود کامیابیوں کے جھوٹے دعوے بھی کیے۔ لیکن کبھی کبھی حقائق ان کی زبان سے صادر ہو جاتے ہیں اور اپنے راز ان کی زبان سے فاش ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہفتے کے روز یکم جون کو جرمنی کے جارحیت پسندوں نے کہا کہ افغانستان میں ان کے زیر کنٹرول علاقوں میں سیکیورٹی صورتحال انتہائی خراب ہوگئی ہے۔ ان کے اعتراف کے مطابق جارحیت پسندوں اور افغان نیشنل آرمی میں ہلاکتوں کی تعداد میں گذشتہ سال کی بنسبت اس سال 25 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

اس اعتراف کے دودن بعد 4 جون بروز منگل داخلی مزدوروں نے صوبہ بدخشان میں 100 پولیس اہلکاروں کے محاصرے کی خبر دی۔ اس صوبے کے نام نہاد منتخب نمائندوں نے عوامی جرگے میں کہا کہ یہ پولیس ضلع وردوج میں مجاہدین کے محاصرے میں آئے ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ مجاہدین کی قوت اور وسعت کو روکنے کے لیے دشمن نے صوبہ نورستان میں وانٹ وائیگل میں آپریشن کا آغاز کر دیا۔

8 جون بروز ہفتہ امریکہ اور ناٹو کے سابق کمانڈر جنرل جان ایلن نے بھی مجاہدین کے مضبوط قوت کی بات کی۔ مزکورہ جنرل نے کہا کہ افغانستان کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اکثر امریکی فوجیوں کا انخلاء ناممکن نظر آتا ہے۔ حالانکہ جارحیت پسندوں نے اس سے قبل بارہا ملک کی سیکیورٹی صورتحال ٹھیک ہونے کی اطلاعات دی ہیں اور دعوی کیا کہ 2014 کے بعد افغان نیشنل آرمی بسر خود سیکیورٹی ذمہ داریاں سنبھالے گی اور مجاہدین کا مقابلہ کرے گی۔

19 جون بروز بدھ صوبہ غزنی کے مزدور حکام نے بھی مجاہدین کی قوت اور مضبوطی کا اعتراف کیا اور کہا کہ اہم شاہراہیں اور راستے مجاہدین کے زیر قبضہ ہیں۔ انہوں نے کہا مجاہدین اکثر اضلاع میں قوت اور اقتدار کے مالک ہیں اور سارے راستوں کی ان کی جانب سے نگرانی کی جاتی ہے۔

24 جون بروز پیر صوبہ لوگر کے گورنر نے تین اضلاع میں اپنی حکومتی عملداری نہ ہونے کی خبر دی۔ اس نے کہا کہ سیکیورٹی ادارے ان علاقوں کی سیکیورٹی صورتحال درست کرنے میں بے بس ہیں۔ اس کا کہنا تھا چندروز قبل مجاہدین نے ضلع چرخ پر بہجوم حملہ کیا۔ یہ ضلع اب مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ خارجی فوجیوں نے بعد ازاں علاقے پر سخت بمباری شروع کی جس کے باعث مجاہدین نے وہ ضلع چھوڑ دیا اور علاقہ خالی کر دیا۔

قیدیوں سے انتقام:

جیسا کہ داخلی مزدوروں کو اپنی شکست قریب نظر آرہی ہے اور حال میں ہونے والے مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں نے ان کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔ اس لیے ان کے انتقام کارخ قیدیوں کی جانب ہے۔ اس سلسلے میں: 14 جون بروز پیر کو قندہار کے وحشی سیکیورٹی کمانڈر جنرل عبدالرازق نے مجاہدین کے حملے میں بچ جانے کے بعد انتقام لینے کے لیے تختہ پل، بولدک اور ارغسان کے اضلاع میں جیلوں میں بند 32 مجاہدین کو بے رحمانہ طریقے سے شہید کر دیا۔ قیدیوں کا قتل بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن اس کے آقاؤں نے اس وحشی عمل کے ردعمل میں کوئی اقدام نہیں کیا۔

امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کا افتتاح:

18 جون بروز منگل ایک بڑا واقعہ ہوا۔ اس دن کی سب سے بڑی اور اہم خبر امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کا آغاز تھا۔ اس دفتر کا افتتاح امارت اسلامیہ کی ایک بڑی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور گھبراہٹ کی علامت تھی۔

کچھ لوگوں نے امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے آغاز پر گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا امارت اسلامیہ اپنے جہادی محاذ بند کر دے یا حملے اور آپریشن کچھ عرصے کے موئخر کر دے۔ لیکن دفتر کے افتتاح کے ساتھ ہی کابل میں حاجی محقق کا دفتر مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنا۔ حاجی محقق خود زندہ بچ گیا مگر اس کے محافظین اور قریبی ساتھی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اس حملے کے ایک روز بعد بگرام کے فوجی اڈے پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کو بہت زیادہ مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

امارت اسلامیہ کے استقلال کا اعتراف:

اگرچہ کابل انتظامیہ سے امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کا افتتاح برداشت نہیں ہو رہا۔ لیکن 22 جون بروز ہفتہ کابل انتظامیہ کے وزیر خارجہ نے اسلام آباد سے مطالبہ کیا کہ امارت اسلامیہ کے قائدین کو جیلوں سے رہا کر دیا جائے۔ کرزئی انتظامیہ اپنے اس طرح کے اقدامات میں کہاں تک مخلص ہے اس سے بحث نہیں۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ کرزئی انتظامیہ کے اس مطالبہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کی آزاد اور مستقل حیثیت تسلیم کرلی ہے اور مان لیا ہے کہ امارت اسلامیہ کا اسلام آباد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گذشتہ ایک عشرے سے جس کے بارے میں کرزئی امارت اسلامیہ پر الزام لگاتی رہی۔ اور اس الزام کو مجاہدین کے خلاف ایک پروپیگنڈے اور حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ اس کے اگلے روز جب

مجاہدین نے ایک ہلاکت خیز حملہ کرکے کابل انتظامیہ کے کئی بلند رتبہ عہدیداروں کو موت کے گھاٹ اتارا، حامد کرزئی نے اس اقدام کو غیروں کے اشارے پر ہونے والا اقدام قرار دیا، کرزئی نے اب تک ہونے والے عوامی نقصانات کے بارے میں جس میں خواتین، بچے اور بوڑھے شہید ہوجاتے ہیں ایسی کوئی بات کہنے سے گریز کیا ہے۔

مجاہدین کے حالیہ خطرناک حملوں نے اور سیاسی دفتر کے افتتاح نے انہیں ایسی گھبراہٹ کا شکار کردیا ہے کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو کر الٹی سیدھی ہانکنے لگا ہے۔

سقوط اور زوال کی نشانیاں:

کابل انتظامیہ کے سقوط اور زوال کی نشانیاں جارحیت پسندوں کے بعد ظاہر ہوئیں۔ اوپر ذکر شدہ خبروں میں آیا ہے کہ خارجی قوتوں کے بعد اب واضح نظر آنے لگا ہے کہ کابل انتظامیہ کے درمیان اختلافات اپنے عروج پر ہیں۔ اس سلسلے میں دوستم اور جوزجان کے گورنر کے درمیان ہونے والی جنگوں کی جانب اشارہ کریں گے جس میں 24 جون بروز پیر مذکورہ صوبے کے گورنر کو صوبہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ اسی طرح 27 جون بروز جمعرات ہرات کے گورنر کو دباؤ میں لاکر استعفی پر مجبور کیا گیا۔ ایک اور واقعہ میں 29 جون بروز ہفتہ تخار کے گورنر کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہوگئی ہے جس میں تین افراد ہلاک اور 52 سے زیادہ افراد زخمی ہوگئے۔

فوری فرار کا مطالبہ:

22 جون بروز ہفتہ امریکی کانگریس نے ایک بار پھر جنگ کے خاتمے اور فوجیوں کے انخلاء کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ ایسے حال میں کیا گیا کہ خارجی فوجیوں کی ہلاکتیں اور مالی نقصانات اب مزید ان کے لیے قابل برداشت نہیں رہیں۔ اور جارحیت پسندوں میں اب مزید جنگ کو طول دینے کی سکت نہیں رہی۔ یہ سب کچھ اس حال میں ہورہا ہے کہ گذشتہ سالوں میں یہی کانگریس افغانستان سے فوجی انخلاء کی مخالفت کرتی رہی۔ اور اسے شکست قرار دیتی رہی

اس کے ایک روز بعد 23 جون بروز پیر جرمنی کے جارحیت پسند فوجیوں نے بغلان کا صوبہ خالی کردیا۔ جارحیت پسند دائمی انخلاء سے قبل آہستہ آہستہ اپنے بڑے مراکز کی جانب سمٹنا چاہتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کے بڑے مراکز بھی مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں ہیں۔

اس سے کچھ روز قبل 10 جون بروز بدھ گرجستانی فوجیوں پر حملہ ہوا جس میں 7 گرجستانی فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔ گرجستانی فوجیوں نے ہلمند میں اپنے دو اہم مراکز بند کردیے اور وہاں سے فرار کی راہ اختیار کی۔

گیارہ سالہ جنگ اور تباہی کے بعد جارحیت پسندوں کو اب محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ جنگ فضول اور بے نتیجہ ہے۔ امارت اسلامیہ سے مذاکرات ضروری ہیں۔ یہ باتیں برطانوی جنرل کارٹر نے 20 جون بروز ہفتہ ذرائع ابلاغ سے کیں۔

ایک اور خبر میں کہا گیا کہ اسی روز بارک اوبامہ نے افغانستان سے امریکی فوجیوں کا انخلاء کو اپنی سیاست کی اولین ترجیحات میں سے قرار دیا۔

بارک اوباما نے کہا "گیارہ سالہ جنگ کے بعد اب بھی امریکی اس جنگ میں قربانی کا ہدف بنے ہوئے ہیں اور ان کا فوری انخلاء اس کی ترجیحات میں سے ہے"

یاد رہے گذشتہ ایک سال سے 50 ہزار سے زائد امریکی فوجی افغانستان سے فرار ہوچکے ہیں۔

سیکیورٹی اختیارات کی منتقلی کا ڈرامہ:

جارحیت پسندوں نے گذشتہ کئی سالوں سے سیکیورٹی اختیارات کی منتقلی کے نام پر مختلف ڈراموں کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں 18 جون بروز منگل سیکیورٹی اختیارات کی منتقلی کا آخری مرحلہ طے کیا گیا۔ جس میں کئی صوبوں کے اختیارات ظاہری طور پر داخلی مزدوروں کے حوالے کیے گئے۔ حالانکہ یہ صوبے دو سال قبل ہی داخلی مزدوروں کے حوالے کردیے گئے تھے جہاں داخلی مزدور بہت آزادانہ طور پر گھومتے پھرتے ہیں اور ہر روز بے گناہ عوام پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں روزانہ بے گناہ لوگ شہید ہورہے ہیں۔

اختیارات کی منتقلی کے اگلے روز جارحیت پسندوں کے کمانڈر جنرل ڈنفورڈ نے کہا کہ پانچویں مرحلے میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ کیوں کہ مذکورہ کمانڈر جانتا ہے کہ ان کی مکمل حمایت کے باوجود گذشتہ تیرہ سالوں میں ملکی انتظامیہ اس قابل نہ ہوسکی کہ مجاہدین کی مزاحمت اور پیش رفت کا مقابلہ کرسکے۔ جارحیت پسندوں کے فرار کے بعد کبھی بھی یہ صلیبی مزدور مجاہدین کے حملوں اور مزاحمت کا مقابلہ نہیں کرپائیں گے۔

کرزئی سے مذاکرات:

حامد کرزئی نے 25 جون بروز منگل اعلان کیا کہ بعض طالبان رہنما مذاکرات کے لیے کابل انتظامیہ کے بقول صلح شوری کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ کرزئی شاید بھول رہا ہے کہ انہیں لوگوں نے اس سے قبل برہان الدین ربانی اور اسد اللہ خالد سے بھی مذاکرات کیے جس کے کچھ "مثبت نتائج" بھی نکلے۔ اسی طرح کا ایک اعلان برہان الدین ربانی نے بھی 2011 میں کیا تھا۔ لگتا ہے اب کرزئی کی باری ہے۔

قیدیوں کی سپردگی کا برطانوی ڈرامہ:

امریکیوں کی جانب سے قیدیوں کی افغان انتظامیہ کو منتقلی کا ڈرامہ ختم ہونے کے بعد اب انگریزوں نے یہی ڈرامہ رچانا شروع کیا ہے۔ اس بار بھی

حسب سابق کرزئی نے دو ہفتے قبل انگریزوں سے کہا کہ ان کی قید میں موجود تمام قیدیوں کو افغان انتظامیہ کے حوالے کیا جائے۔ مگر دو ہفتے بعد برطانوی وزارت دفاع نے 25 جون بروز منگل اعلان کیا کہ انہیں کچھ مسائل کا سامنا ہے جس کی وجہ ان کے لیے قیدیوں کی کابل انتظامیہ کو حوالگی ممکن نہیں۔ یہ اعلان درحقیقت کابل انتظامیہ کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے جس کے ذریعے برطانیہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ جارحیت پسند اب بھی کرزئی اور اس کی باتوں اور اعلانات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

غلاموں کی مایوسی:

مجاہدین کے پے درپے کامیاب آپریشن جس نے جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی مزدوروں کو گھبراہٹ کا شکار کردیا ہے کے بعد ناٹو کے جنرل کمانڈر جنرل ڈنفورڈ نے کہا ہے کہ افغانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی رواں جنگ خود آخر تک پہنچادیں۔ تیسری قوت کے لیے رواں جنگ کا خاتمہ ممکن نہیں۔ یہ اعلان درحقیقت پسماندگان اور مزدوروں کو تنہا چھوڑ کر دائمی طور پر فرار ہونے کا اعلان ہے۔ جنرل ڈنفورڈ نے یہ باتیں 4 جون بروز جمعرات کیں۔

جنرل ڈنفورڈ کی جانب سے اپنے مزدوروں کی مایوسی کے بعد انہیں اپنی شکست سامنے نظر آرہی ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ اپنے آقاؤں کو اس حوالے سے خبردار کردیں۔ 17 جون بروز پیر کرزئی کے معاون قسیم فہیم جسے اپنا مستقبل خطرے میں نظر آرہا ہے نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں خانہ جنگی شروع ہونے کے خطرے سے خبردار کیا۔ اس نے کہا اگر مجاہدین کو نظرانداز کردیا گیا تو ایک خانہ جنگی اور داخلی جنگ شروع ہونے کا امکان ہے۔ مجاہدین سے فہیم کی مراد وہ جنگجو کمانڈر اور بڑے عہدوں پر فائز حکام ہیں جنہوں نے اپنا ملک 50 جارحیت پسندوں کو بیچ دیا۔ اب ان کے فرار کے بعد انہیں اپنی بقا اور مستقبل خطرے میں نظر آرہا ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ غیر محفوظ ملک:

گلوبل پیس انڈیکس نامی بین الاقوامی امریکی ادارے نے 20 جون بروز جمعرات ایک سروے رپورٹ نشر کی۔ 2013 میں مکمل ہونے والی اس رپورٹ میں افغانستان کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ غیر محفوظ ملک قرار دیا گیا ہے۔ افغانستان کو بدامنی کا یہ پہلا نمبر ایسے وقت میں ملا ہے جب گذشتہ گیارہ سالوں سے 50 سے زیادہ ممالک وہاں موجود ہیں اور ہر وقت وہاں امن وامان کے قیام کے دعوے کرتے رہے ہیں۔ اب ملک کی مکمل تباہی اور ہزاروں مظلوم افغانوں کے قتل کے بعد میدان اپنے داخلی مزدوروں کے حوالے کرکے جارہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ یہ جنگ ان کی نہیں ان کے ملکی مزدوروں کی ہے۔ کابل انتظامیہ اس جنگ کو اختتام تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

کابل انتظامیہ نے اس سے قبل بھی ایسے پہلے عالمی "ایوارڈ" حاصل کیے ہیں۔ صرف بدامنی کے حوالے سے پہلے نمبر پر آنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ 28 جون بدامنی اور کرپشن کے اعلی ادارے کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ دو سالوں کے عرصے میں وزارت دفاع اور وزارت داخلہ میں کرپشن کی سطح سب سے اونچے درجے پر پہنچ گئی ہے۔ ان تحقیقات کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ کرپشن مذکورہ وزارتوں کی قراردادوں یعنی حساب کتاب میں پیش آیا ہے۔ جہاں میلینوں ڈالر کے معاملات ہوتے ہیں۔ رپورٹس میں بتایا گیا ہے کہ صرف پولیس کے کیک اور کلچوں کے آڈٹ میں 28 میلین ڈالر کا گھپلہ کیا گیا ہے۔

رپورٹ میں ہے کہ سال ۱۳۹۳ اور ۱۳۹۲ اشق کے دوران وزارت دفاع اور وزارت داخلہ کے مختلف قراردادوں[حسابوں] میں تیرہ کروڑ افغانی کا گھپلہ ہوا۔ رپورٹس میں مزید کہا گیا ہے کہ مذکورہ وزارتوں میں کرپشن کی سطح مذکورہ اعداد وشمار سے کہیں زیادہ ہے۔ مگر اس رپورٹ میں کرپشن میں ملوث افراد کی فہرست ظاہر نہیں کی گئی ہے۔

جارحیت پسندوں کو اپنے مزدوروں پر پورا اعتماد نہیں:

گذشتہ گیارہ سالوں سے خارجی جارحیت پسند ہمیشہ سے اپنے مزدور فوجیوں کے لیے جنگی طیاروں کی خریداری کا وعدہ کرتا رہا ہے۔ مگر ان وعدوں پر کبھی عمل نہیں ہوا۔ حال ہی میں جارحیت پسندوں نے اپنے مزدوروں کو خوشخبری سنائی کہ اس سال ان وعدوں پر عمل درآمد کیا جائے گا اور عنقریب 30 روسی ساختہ ہیلی کاپٹر وزارت دفاع کے لیے خریدے جائیں گے۔ مگر اس خبر کے ایک ہفتے بعد جمعہ کے دن 28 جون کو امریکی فوج کے سربراہ نے اعلان کیا کہ مذکورہ طیاروں کی خریداری منسوخ کی جارہی ہے کیوں کہ کابل انتظامیہ کے پاس ان طیاروں کو اڑانے کی صلاحیت نہیں ہے یہ طیارے رن وے پر ہی تباہ ہوجائیں گے۔ حالانکہ جارحیت پسند ہمیشہ سے یہ دعوی کرتے رہے ہیں کہ مزدور نیشنل آرمی میں یہ صلاحیت ہے کہ مجاہدین کا آمنا سامنا مقابلہ کریں۔

ماخذ:

ملکی وغیر ملکی ویب سائٹس، امارت اسلامیہ کے جلب وجذب کمیشن کی ماہانہ رپورٹ، امارت اسلامیہ کی جانب سے مرتب کردہ عام لوگوں کی شہادتوں کی رپورٹ، اور ہفتہ بھر کے اہم واقعات

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندہار	133		18	7	213	54	55	1	1	
2-	ہلمند	214	1	27	20	465	199	71	15	11	
3-	غزنی	61	1	38		91	62	24	4	2	
4-	خوست	58		13	3	55	47	12	2		
5-	نورستان	7				32	6		3		
6-	میدان وردگ	119	1	34	12	227	70	73	6	6	
7-	کونڑ	70		5	2	85	63	11	1	3	
8-	پکتیکا	94	1	14	7	121	89	32	4		
9-	زابل	58				41	12	30	1	1	
10-	لوگر	132		79	53	177	111	35	13	8	
11-	کاپیسا	19		4		21	10	2			
12-	روزگان	40	1			146	50	12	4	5	1
13-	پکتیا	111		14	9	183	58	47			
14-	فراہ	33		30	14	73	57	69	5	6	
15-	کابل	27	1	28	22	63	40	29	3	1	1
16-	ننگرہار	100		19	7	129	114	42	8	9	
17-	لغمان	42				26	36	7	3	3	
18-	ہرات	55		5	3	114	57	29	6	8	
19-	نیمروز	21				32	5	12			
20-	بادغیس	16				33	10	38	2	5	
21-	قندوز	73		8	2	87	66	20	2	1	
22-	بغلان	35		27		29	18	14	2		
23-	فاریاب	32				113	91	22	3	6	
24-	غور	13				17	12	2	1	4	
25-	پروان	23		4	2	21	20	15			
26-	تخار	3				10	2	1		1	
27-	سمنگان	4				6	6	2			
28-	بدخشان	7				11	9		2		
29-	بامیان	7				4	9	3			
30-	بلخ	10		5		37	20	6	8		
31-	سرپل	8				11	11	2	1	2	
32-	دائی کنڈی	6				7	10	1			
33-	جوزجان	5				7	4				
34-	پنج شیر	1									
مجموعہ		1637	6	372	163	2687	1428	718	100	83	2

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- ہلمند میں ایک ڈرون طیارہ 2- لوگر میں ایک ہیلی کاپٹر اور ایک ڈرون طیارہ. 3: پکتیا میں ایک ڈرون طیارہ 4: بغلان میں ایک ہیلی کاپٹر

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

مجاہد افغان قوم اور پوری امت مسلمہ کے نام!

یقیناً آپ کو رمضان المبارک میں فریضہ صیام کی ادائیگی کے بعد عید الفطر کی مبارک گھڑیوں کا سامنا ہوگا۔ میں اس خوشی اور نیک بختی کے موقع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ مسلمانوں کے جہاد، صیام وقیام اور صدقات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اور میری یہ بھی دعاء ہے کہ اللہ آپ سب کی نصرت کرے اور سعادت والی زندگی سے بہرہ مند فرمائے۔

آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ رواں برس بھی دلیر مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت ، فدائیوں کی بے لوثی اور بے مثال قربانیاں پیش کر کے جہادی میدانوں میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کی ہیں، اور قابض دشمن کو حقیقی معنوں میں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔ میں ان کامیابیوں پر مجاہد افغان قوم اور ظلم کی چکی میں پسی ہوئی امت مسلمہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور قابض افواج کے خلاف مجاہدین کے شانہ بشانہ جم کر کھڑے ہونے اور بھرپور تعاون کرنے پر خوددار مجاہد افغان قوم کا شکرگزار ہوں، اور مجھے ان سے پوری امید ہے کہ وہ حصولِ آزادی کی اس جنگ میں مجاہدین کے ساتھ مزید تعاون کو فروغ دیں گے اور ان کے دوش بدوش کھڑے رہیں گے۔

SHARIAT
Monthly Islamic Magazine
2nd Year August,September 2013

پیغام سے اقتباس....

خارجی سیاست سے متعلق ہمارا موقف ہماری دائمی سیاست (لاضرر ولاضرار) کے عین مطابق ہے۔ہم نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہماری سرزمین دوسروں کے خلاف استعمال کرے، بعینہ اسی طرح جیسا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دوسرا ہمارے خلاف استعمال ہو۔ہم ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں جو افغانستان کو ایک آزاد اسلامی ملک کے طور پر تسلیم کریں اور ان کا ہمارے ساتھ تعلق استعماری چھاپ کا آئینہ دار نہ ہو، خواہ وہ بین الاقوامی طاقتیں ہوں یا ہمسایہ ممالک اور دنیا کے دیگر خطے!